جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

جلد سوم ترسیل ایڈیشن

علمی دینی اور اصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید

مئی ۲۰۰۲ء

صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

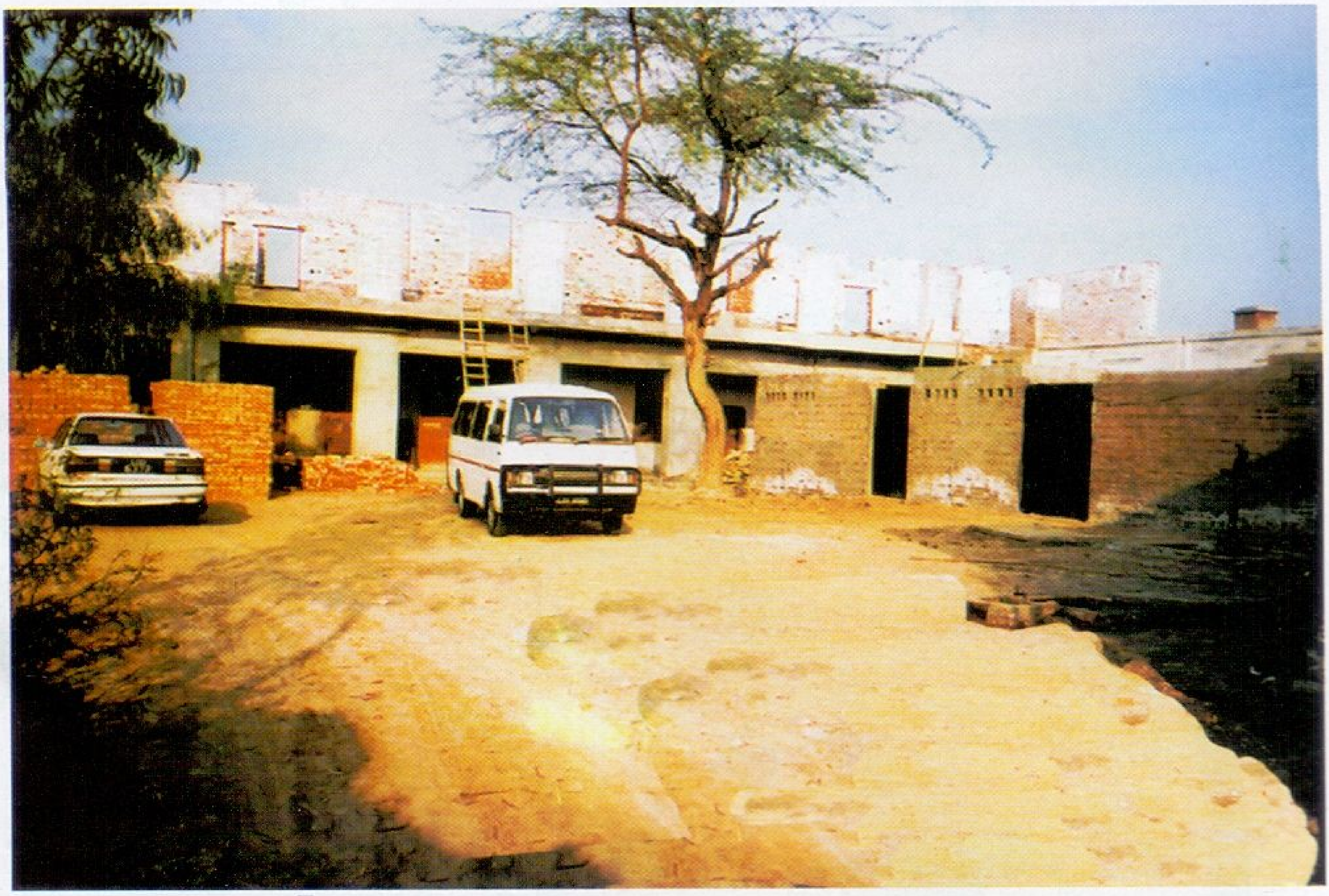

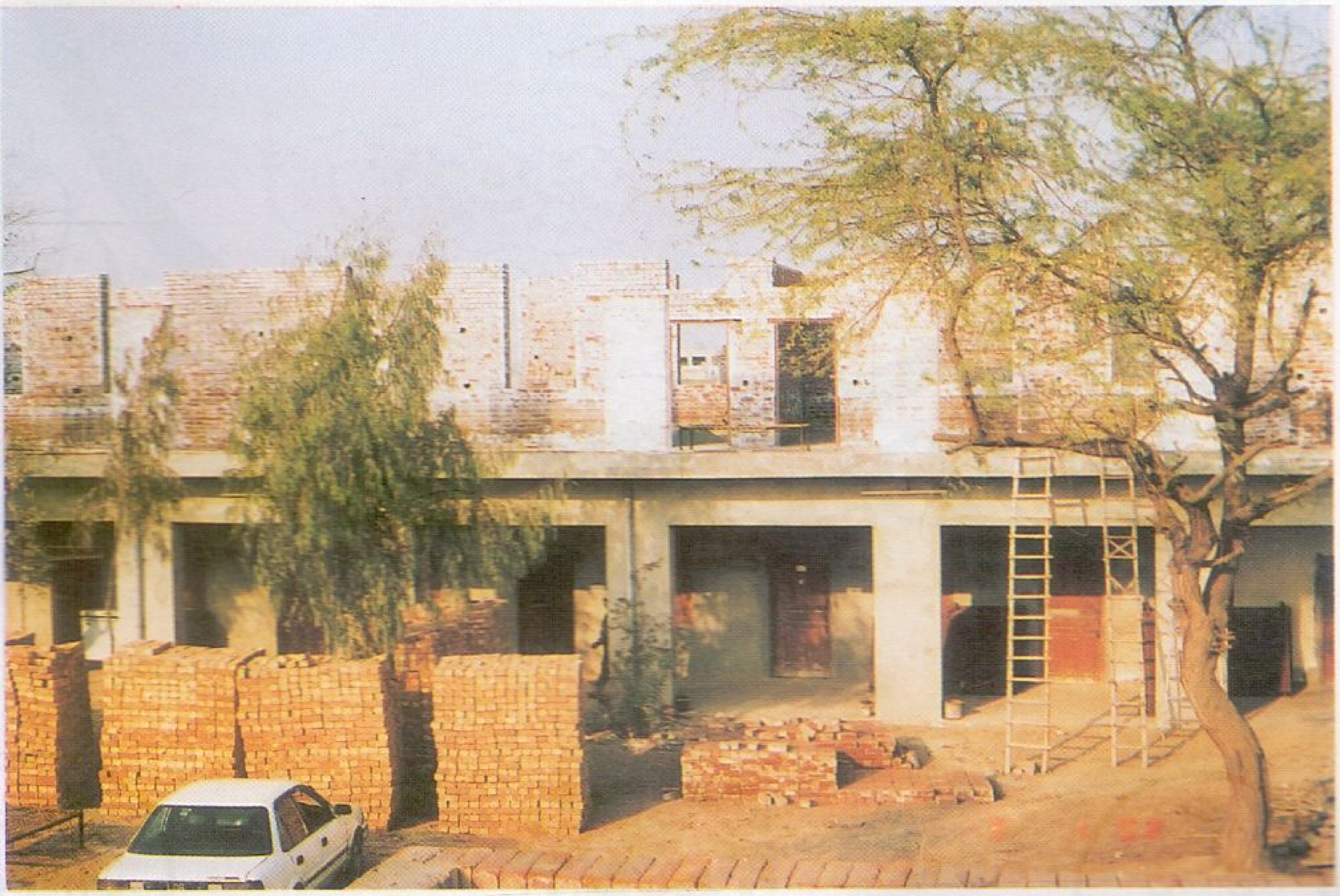

رائیونڈ روڈ   جامعہ مدنیہ جدید کے دارالاقامہ کی زیرِ تعمیر بالائی منزل کے شمالی اور جنوبی مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۱۰ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ ۔ مئی ۲۰۰۲ء شمارہ : ۵

مدیر اعلیٰ

سیّد محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور

بدلِ اشتراک	
پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے ـــــــ سالانہ ۱۵۰ روپے	
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی ـــــ " ۵۰ ریال	
بھارت، بنگلہ دیش ـــــــ " ۶ امریکی ڈالر	
امریکہ، افریقہ ـــــــ " ۱۶ ڈالر	
برطانیہ ـــــــ " ۲۰ ڈالر	

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ـــــ سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ـــــ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

پوسٹ کوڈ : ۵۴۰۰۰ موبائل : ۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱

فون : ۷۷۲۳۵۷۹ فون/فیکس : ۹۲-۴۲-۷۷۲۶۷۰۲

E-mail : jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا

اِس شمارے میں

اداریہ ـــــــــــــــــــــــــــــــ ۳
درس حدیث ـــــــ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ ـــــــ ۵
قربِ قیامت کی بعض علامات ـ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ ـــــــ ۱۱
فہم حدیث ـــــــ حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ـــــــ ۲۱
دینی مسائل ـــــــــــــــــــــــــــــــ ۲۸
عالمی خبریں ـــــــــــــــــــــــــــــــ ۳۲
ہندوستان کی مغلیہ سلطنت اور عیسائی ۔سید صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب ـــــــ ۳۶
اثر کرے نہ کرے سُن تو لے میری فریاد ـ پروفیسر میاں محمد افضل صاحب ـــــــ ۴۳
''ربا'' کی حرمت ـــــــ جناب منظور احمد بڈھوی صاحب ـــــــ ۴۷
وفیات ـــــــــــــــــــــــــــــــ ۵۴
تحریک احمدیت ـــــــــــــــــــــــــــــــ ۵۶
تقریظ وتنقید ـــــــــــــــــــــــــــــــ ۶۱

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ

خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

ارضِ فلسطین جو ایک عرصہ سے یہودی غاصبین کے قبضہ میں ہے، اہلِ فلسطین کے لیے دن بدن تنگ سے تنگ تر ہوتی جارہی ہے۔ امریکہ کی شہ پر یہودیوں نے فلسطینیوں پر مظالم ڈھانے کا جو سلسلہ شروع کررکھا ہے وہ کسی حد پر رکتا دکھائی نہیں دیتا۔ آئے دن ٹینکوں اور بمبار طیاروں سے بے دریغ بمباری کرکے نہتے فلسطینیوں کا قتلِ عام کیا جارہا ہے۔ ان کے گھروں کو بلاوجہ بلڈوزروں کے ذریعہ مسمار کردیا گیا ہے، رہی سہی کسر ان کے پناہ گزین کیمپوں پر وحشیانہ بمباری کرکے پوری کردی گئی ہے۔ فلسطینی اتھارٹی کے سربراہ یاسر عرفات کے دفتر کو تباہ کرنے کے بعد ان کو وہاں محصور کردیا گیا ہے۔ اسرائیلیوں کی طرف سے ان کو قتل کرنے کے ارشارے مل رہے ہیں۔ فلسطینی اتھارٹی اور اس کی پولیس کو مکمل طور پر بے اثر کردیا گیا ہے۔ اس سب کچھ کے باوجود گزشتہ دنوں امریکی وزیر خارجہ نے جنگ بندی کے نام پر مقبوضہ فلسطین کے دورہ کے دوران محصور ولاچار یاسر عرفات سے مطالبہ کیا کہ وہ فدائی حملوں کو بند کرائیں جبکہ امریکہ کی طرف سے اسرائیل کے دہشت گرد وزیر اعظم ایریل شیرون کو امن پسند قرار دیا گیا ہے۔

اسرائیل کی تازہ دہشت گردی کی ایک وجہ یہودی امریکی صدر بش بھی ہے جس نے اپریل کے مہینہ میں اپنے دورہ اسرائیل کے دوران مخصوص صیہونی ٹوپی اور لباس پہن کر ''دیوار گریہ'' پر یہودیوں کے ساتھ مخصوص عبادت کی لیکن درحقیقت اسرائیلی سرکشی کی اصل وجہ مسلم حکمرانوں کی بزدلانہ پالیسیاں ہیں جن پر مصلحت پسندی کا لبادہ اوڑھا دیا گیا ہے تاکہ عام مسلمانوں کے جذبہء جہاد وحریت کو ٹھنڈا رکھ کر اپنے پُرتعیش اقتدار کو طویل سے طویل تر کیا جاسکے مگر حقیقت کے

گرتے دھارے سے وہ کب تک آنکھیں چرائیں گے، آخر ایک نہ ایک دن مظلوموں کی پکار رنگ لائے گی اور طاغوتی پشتوں کو تنکوں کی طرح بہالے جائے گی۔ اللہ بزرگ و برتر کا وعدہ سچا ہے جب اس کی نصرت آئے گی تو کفر کی ڈھیلی رسی میں خود بخود تناؤ آجائے گا اور مظلوموں کو سربلندی مل کر رہے گی انشاء اللہ۔

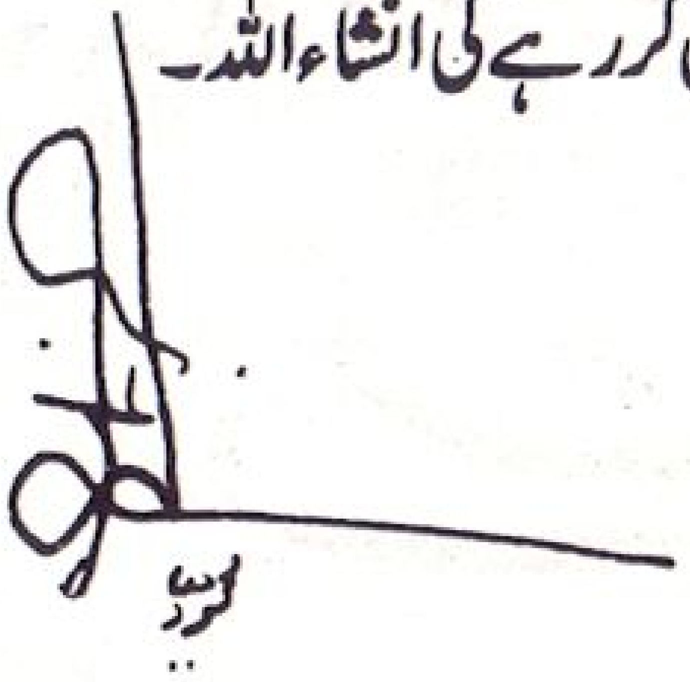

☆

~~جامعہ مدنیہ جدید کا پرانا نمبر ۷۲۰۰۵~~

جامعہ مدنیہ جدید کا نیا نمبر ۷۷۲۴۵۷۹

☆

جامعہ مدنیہ جدید کا موبائل

۰۳۳۳_۴۲۴۹۳۰۱

☆

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

jamiamadaniajadeed@hotmail.com

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درس حدیث

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

آپ نے ایسی دعاؤں کے ذریعے بھی رشتہ داروں کے حقوق ادا فرمائے ہیں کہ ان کا اثر آج تک باقی ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا وجود فتنوں کے سامنے دیوار تھا، وسیلہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفار کو اقتصادی طور پر بدحال کرنا بھی ایک تدبیر ہے

﴿ تخریج و ترتیب : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر ۳۵، سائیڈ اے، ۸۴-۵-۱۸)

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمدؐ و آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ ایّ الناس کان احبّ الی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون آدمی بہت محبوب تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ پوچھا گیا من الرجال مردوں میں کس سے زیادہ محبت تھی تو جواب دیا کہ زوجہا ان کے شوہر سے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔[1] ایک دفعہ کی بات ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا کہ انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم جو آدمی ان سے لڑے میری اس سے لڑائی اور جو آدمی ان سے صلح سے رہے میری اس سے صلح ہے۔ اسی طرح آقائے نامدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بھی خود عزت کی ہے اور یہی پسند فرمایا ہے کہ لوگ ان کی عزت کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس مقام سے نوازا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ شفقت بھی تھی اور ان کی تعظیم بھی فرماتے تھے۔ عمر کا زیادہ فرق نہیں تھا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ عمر میں صرف ڈھائی سال بڑے تھے

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۰

تو ایک طرح سے ساتھی ہوئے اور بالکل بچپن میں ساتھ رہے۔ اس وقت سے پھر ساری عمر جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں رہے ساتھ رہے ایسے جیسے رشتہ دار رہتے ہیں۔ اسلام لانے کا تو ثبوت نہیں ہے کہ وہ اسلام لے آئے تھے۔ وہ مسلمان تو ہوئے ہیں فتح مکہ کے موقع پر تو یہ عرصہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اس وقت سے لے کر جب تک مکہ مکرمہ فتح ہوا یعنی سن آٹھ میں، یہ آٹھ سال کا عرصہ جو ہے یہ الگ رہے ہیں ورنہ ساری عمر ساتھ رہے۔ مزاج بھی پوری طرح جانتے تھے ایک چیز حدیث شریف میں آتی ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس آگئے تو وہاں کہیں سے مال آیا (جزیہ وصول ہوکر آیا) تو اس میں سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے طلب کیا کہ مجھے دیجیے اس واسطے کہ میں نے اپنا بھی فدیہ دیا تھا اور عقیل جو بھیجے تھے ابن ابی طالب کے ان کا بھی میں نے فدیہ دیا تھا فادیتُ نفسی وفادیتُ عقیلا تو ان لوگوں کا فدیہ میں نے دیا اور اپنا دیا اور پھر میں اس میں مقروض ہو گیا۔

مکہ کی اقتصادی بدحالی :

کاروبار کا حال یہ ہو گیا تھا کہ مکہ مکرمہ کا جو گزارا تھا وہ تجارت پر تھا ایک تجارت کرتے تھے لوگ شام کی طرف گرمیوں میں دوسرا سفران کا ہوتا تھا سردیوں میں یمن کی طرف۔ یمن کا راستہ تو کھلا ہوا تھا لیکن شام کی طرف جانے کے لیے انہیں مدینہ شریف سے گزر کے جانا ہوتا تھا لہٰذا وہ راستہ بند تھا تو تجارت بند ہو گئی آمدنی بند ہو گئی حالات میں بڑا فرق پڑا اقتصادی بدحالی آگئی۔

کفار کی طرف سے صلح کی ایک وجہ :

اسی وجہ سے ۶ ہجری میں جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عمرے کی نیت سے گئے تو حدیبیہ میں صلح کر لی تھی کہ جانے کا راستہ تو کھلے گا تجارت تو کھلے گی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مدینہ منورہ آنے کے بعد بدر کی لڑائی ہوئی۔ بدر کی لڑائی میں حضرت عقیلؓ بھی قید ہو گئے اور حضرت عباسؓ بھی قید ہو گئے اور انہوں نے فدیہ دیا۔

اقتصادی ضرب، ایک درہم بھی نہ چھوڑا جائے :

صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ہم ان کا فدیہ چھوڑ دیتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تدعون منہ درھما [1] ایک درہم بھی نہ چھوڑنا، وصول کرو پورا فدیہ وصول کیا۔ اور انہوں نے کہیں سے کر کرا کے ادا کر دیا اس کے بعد پریشان رہے بدحالی جاری رہی دو سال اور گزر گئے مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو مکہ والے مسلمان ہو گئے

---

[1] بخاری شریف ج ۱ ص ۴۲۸

بہت بڑی تعداد ان کی اسلام میں داخل ہوگئی بہت تھوڑے سے رہ گئے وہ بھی پھر مسلمان ہو گئے دل سے ہوں یا زبانی بہر حال ہو گئے اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ انہیں ہم ایسے ہی مسلمان ہوئے۔ بعد میں سچ مچ اسلام ہمارے دلوں میں آیا اس وقت تو غلبے کی وجہ سے ہو گئے۔

مکہ مکرمہ کی حیثیت ایسے تھی جیسی سب سے بڑی جگہ کی ہوتی ہے ویسے بھی قرآن پاک میں آیا ہے "ام القری" ہے تو اس پر قبضہ ہو گیا تو گویا سب جگہ ہو گیا تو اس کے بعد جب یہ (حضرت عباسؓ) آئے ہیں مدینہ منورہ میں تو ایک جگہ سے مال آیا تو انہوں نے کہا کہ جناب ہمیں یہ دیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دیدی کہ لے لو انہوں نے اپنا کپڑا پیسوں سے بھر لیا درہموں سے چاندی کا سکہ جو تھا اور پھر اُٹھانے لگے، اُٹھانے لگے تو نہ اُٹھا سکے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کسی سے کہیے کہ وہ اٹھوا کر رکھوا دے میرے اوپر آپ نے فرمایا نہیں پھر کہنے لگے اچھا آپ اٹھا کے رکھوا دیجیے، یہ رشتے داری کی بات ہے، نبی ہونے کی حیثیت سے تو بہت بڑا مقام تھا اور رشتے داری کی حیثیت سے ایک طرح کا رشتہ بنتا تھا۔ اس حیثیت سے انہوں نے کہا کہ آپ اُٹھوا دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی منع کر دیا تو پھر انہوں نے اس میں سے کچھ کم کیے پھر اُٹھانے لگے پھر نہیں اُٹھا سکے پھر اسی طرح ہوا بالآخر اتنے کم کیے کہ خود اٹھا سکے خود اُٹھا کر پھر چلے گئے اور جب تک نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے رہے۔

صورتاً حرص نہ کہ حقیقتاً :

حدیث شریف میں ایک جملہ آتا ہے عجباً من حرصہ کہ ان کی حرص سے تعجب فرمارہے تھے اب اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مزاج میں لالچ تھا حرص تھی حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ ضرورت تھی ان کو قرض ادا کرنا تھا شکل ایسی بن گئی اس کی جیسے حرص کی شکل ہوتی ہے حقیقت یہ نہیں تھی کہ حرص ہو لالچ ہو بخل ہو کوئی خرابی ایسی نہیں تھی۔ جو حریص ہوگا لالچی ہوگا وہ تو بخیل ہوگا۔

اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کوئی دو سال اور رہی ہے۔ کچھ ہی عرصے بعد ان کا کچھ کاروبار ہو گیا حالات ٹھیک ہو گئے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ وغیرہ کی وصولی کے لیے آدمی بھیجے، انہوں نے آکر شکایت کی کہ تین حضرات ایسے ہیں جن سے ہمیں شکایت ہے ایک تو ابن جمیل، دوسرے حضرت خالد اور تیسرے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کہ انہوں نے نہیں دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم خالدؓ سے مانگتے ہو تو انکم تظلمون خالدًا خالد پر تم زیادتی کرتے ہو کیونکہ انہوں نے تو اپنی سواری وغیرہ یہ سب کے سب فی سبیل اللہ کر رکھے ہیں یعنی جو کچھ ان کے پاس ہے خدا کی راہ میں ہر وقت لگا ہی رہتا ہے تو ان سے سوال کرنا مانگنا یہ غلط بات ہے یعنی ان کے

پاس گنجائش ہی نہیں ہوگی تو واجب ہی نہیں ادراعہ واعتدہ فی سبیل اللّٰہ[۳] انہوں نے اپنی زرہیں اور سامان جنگ سب خدا کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ ایک اور آدمی ابن جمیل کا نام لیا تو اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمادی تھی اور اس کے پاس بہت مال ہوگیا تھا اس نے جو نہیں دیا تو گویا اس نے ٹلایا وہ دے سکتا تھا اور دینا چاہیے تھا اس کو، اس پر ارشاد فرمایا ماینقم ابن جمیل الا ان اغناہ اللّٰہ ورسولہ[۴] اللہ اور رسول کی وجہ سے وہ مستغنی ہوگیا۔ انہوں نے اسے مستغنی کر دیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے وہ مستغنی ہوا ہے تو پھر اس بات کی وجہ سے وہ دل میں ہماری طرف سے برائی رکھنے لگا تو آپ نے اس کے بارے میں اچھے کلمات نہیں فرمائے۔

پیشگی زکوٰۃ :

تیسرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے فرمایا عم رسول اللّٰہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں تو ان کے ذمے زکوٰۃ بھی ہے اور اتنی ہی اور بھی ہے یعنی زکوٰۃ بھی دیں اور اس کے ساتھ ساتھ اور بھی دیں، پیشگی بھی دیدیں زکوٰۃ۔ زکوٰۃ پیشگی بھی ہوجاتی ہے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے تو انہوں نے پیشگی دے رکھی تھی۔ یہ ان لوگوں کو پتہ نہیں تھا جو زکوٰۃ وصول کرنے گئے۔ اب یہ بات تو کہیں بھی ثابت نہیں ہورہی کہ ان میں کسی قسم کا بخل ہو حرص ہو۔ ایک حدیث جو ایسی آئی بھی ہے کہ آپ انہیں دیکھتے ہی رہے حتی کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگئے عجباً من حرصہ ان کے حرص پر تعجب فرماتے رہے بظاہر ان کلمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حریص تھے لیکن ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ بات یہ تھی کہ ضرورت مند تھے۔ اب ضرورت مند اگر طلب کرتا ہے بقدر ضرورت چیز تو مشابہت ہوجاتی ہے شکلاً ایسے لگتا ہے کہ جیسے حرص کر رہا ہو حقیقتاً یہ حرص نہیں ہوتی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک دفعہ ایسے ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو عبد المطلب ابن ربیعہؓ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا آپ نے ان کے چہرے سے محسوس کیا کہ انہیں کسی بات پر غصہ آیا ہوا ہے۔ دریافت فرمایا ما اغضبک تو یہ جواب دینے لگے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مالنا ولقریش یہ ہمارا اور قریش کا ایسا کیا معاملہ ہے۔ ایسی کونسی بات ہوگئی ہے کہ ان کا حال ہمارے ساتھ یہ ہے کہ جب یہ آپس میں ملتے ہیں تلاقوا بوجوہ مبشرہ یہ خوش روئی کے ساتھ ملتے ہیں خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کا وہ انداز نہیں ہوتا یعنی روکھے پن کی گویا ایک طرح کی شکایت کی اور اس بات کا انہیں احساس اتنا ہوا کہ غصہ آیا اور اسی حالت

---

[۳] مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۵۶ [۴] ایضاً

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے ۔ پوچھا تو وجہ بتا دی ۔ وجہ سنتے ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا ۔ فغضب رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم حتی احمر وجھہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا ثم قال والذی نفسی بیدہ لایدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ آپ نے ایک جملہ تو ان سے یہاں یہ فرمایا کہ اس آدمی کے دل میں ایمان ہی نہیں داخل ہوا جب تک کہ اس کی حالت یہ نہ ہو کہ تمہیں خدا اور رسول کی وجہ سے محبوب رکھنے لگے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور تم رسول کے چچا ہو یا رشتہ دار ہو ۔ یہ ایک ایسا رشتہ ہے جس کی وجہ سے محبت ہونی چاہیے تم سے، پھر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب فرما کر بتایا کہ ایھا الناس من اذی عمی فقد اذانی جس نے میرے چچا کو دکھ پہنچایا اس نے مجھے تکلیف پہنچائی فانما عم الرجل صنو ابیہ آدمی کا چچا جو ہوتا ہے وہ باپ کی طرح ہوتا ہے کہ جیسے باپ اسی طرح وہ بھی، تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ایک تو ان کی تعظیم بتلائی اور دوسری طرف ادب بھی سکھلایا کہ انسان کو اپنے چچا کو یونہی سمجھنا چاہیے بلکہ چچا جو ہے اس کا درجہ باپ کے بعد ہے اور اسی کا درجہ سمجھنا چاہیے وہ باپ کی طرح ہوتا ہے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ عباس منی وانا منہ عباس میرے ہیں اور میں ان کا ہوں ۔

وسیلہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ :

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کے ارشادات کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ قحط میں یہ کیا کہ انہیں بلایا اور بلا کر دعا یہ کی کہ اللہ تعالیٰ ہم جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعا کیا کرتے تھے اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا وصنو ابیہ جو باپ کی طرح تھے ان کے توسل سے دعا کرتے ہیں ۵ اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ دعا مانگیے انہوں نے دعا کی استسقاء کے لیے تو بعد تک ایسے ہی رہا ۔

فتنوں کی روک :

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ہے تو ان کی وفات کے بعد پھر فتنے پیدا ہوئے ہیں یعنی ان کا وجود بھی باعث برکت تھا ۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک دفعہ فرمایا کہ دیکھو پیر کا دن جب ہو تو ایسے کیجیے کہ آپ اور آپ کے بچے آ جائیں میرے پاس، میں آپ سب کے لیے ایسی دعا کر دوں گا کہ جس سے تمہیں فائدہ ہوگا ۔ آپ کو بھی فائدہ ہوگا اور اولاد کو بھی فائدہ ہوگا ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گیا اور بچوں کو بھی لے گیا تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر جو تھی وہ ہمیں پہنا دی ڈلوا دی اور پھر یہ دعا کی

---

۵ بخاری شریف ج ۱ ص ۱۳۷ و ۵۲۶

اللّٰھم اغفر للعباس وولدہ مغفرۃ ظاھرۃ وباطنۃ لا تغادر ذنبا ٦ خداوند کریم عباس کے لیے اور ان کے بیٹوں کے لیے تو ایسی مغفرت فرما جو ظاہری بھی ہو اور باطنی بھی ہو جو بالکل گناہ کو چھوڑے ہی نہ یعنی ایسی رحمت کی نظر فرما ان پر اور یہ بھی دعا کی ہے اللّٰھم احفظہ فی ولدہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت ان کی اولاد میں فرما اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ اولاد بھی چلتی رہے جیسے اخلاق ہیں اور اوصاف ہیں وہ اوصاف بھی باقی رہیں تو اسی طرح کی دعائیں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دیں اور یہ ان کا حق ادا کیا ہے رسول کی دعا بہت ہی بڑی چیز ہے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں ہمیں ان کا ساتھ عطا فرمائے۔

☆

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز
نفیس بک بائنڈرز
NBB
ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے
نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے
مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں
١٦ ۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور
فون 7322408

٦ مشکوٰۃ شریف ج ٢ ص ٥٧٠

قربِ قیامت کی بعض علامات

احادیثِ نبویہ کی روشنی میں

☆

﴿ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ ﴾

☆

قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی : وانّہٗ لعلمٌ للسّاعۃ. (پ ۲۵ سورۂ زخرف آیت ۶۱)

ترجمہ: ''اور وہ نشان ہے قیامت کا۔''

اس کی مختصر اً تفسیر کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

''یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا اول مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لیے ایک نشان تھا کہ بدون باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب وغریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا۔ان کے نزول سے لوگ معلوم کرلیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آلگی ہے۔''

احادیث مقدسہ میں علامات قیامت بہت بتلائی گئی ہیں لیکن ان میں ترتیب کیا ہوگی اور ایک علامت سے دوسری علامت تک کتنا فصل ہوگا،اس کی صراحت بہت کم علامات میں فرمائی گئی ہے۔حدیث کی سب کتابوں میں ''کتاب الفتن'' موجود ہے اوراس میں **باب العلامات بین یدی الساعۃ** یعنی قیامت سے پہلے وجود میں آنے والی علامتوں کے باب موجودہ ہیں۔

علماءِ کرام کو حق تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے یہ بھی کوشش کی کہ یہ علامات یک جا کردی جائیں اوران میں کیا ترتیب ہوگی وہ بھی ذکر کردی جائے۔

اس سلسلہ میں سب سے مفید رسالہ وہ ہے جو حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔اس میں بہت سی احادیث سے استفادہ کر کے ایک مضمون کی شکل دیدی ہے۔اسی سے اقتباس کرکے یہ مضمون لکھ رہا ہوں۔

قربِ قیامت کی علامات میں فسق وفجور بڑی علامت ہے۔اس کی تھوڑی سی تشریح عرض کرتا ہوں۔

کفر اور فسق دو لفظ ہیں۔ بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کفر کا تعلق عقیدہ سے ہے اور فسق کا تعلق فقط اعمال سے ہے۔ کوئی آدمی خلافِ شرع کام کرتا ہو تو اسے فاسق کہا جاتا ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ فسق کا تعلق عقیدہ اور عمل دونوں سے ہوتا

ہے۔ عقیدہ کا فسق یہ ہے کہ انسان صحابہ کرامؓ کے بتلائے ہوئے عقائد سے ہٹ جائے۔ جب وہ ان عقائد سے ہٹے گا تو فسق فی العقیدہ میں یعنی بدعتِ اعتقادی میں مبتلا ہو جائے گا اور کبھی کبھی یہ فسق فی العقیدہ کفر تک بھی پہنچا دیتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بتلائے ہوئے عقائد وہی ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائے ہیں اور ان پر ساری اُمّت قائم چلی آرہی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ معیارِ حق ہیں۔ خروج، شیعیت، جہمیت، اعتزال اور فرقہ ہائے جبریہ، قدریہ، مُرجبہ، کرمیہ سب اسی اصول سے ہٹنے سے پیدا ہوئے۔ ان فرقوں میں بہت سے فرقے حدِ فسق تک گمراہی میں مبتلا ہوئے اور بہت سے فرقے حد کفر تک آگے چلے گئے۔ جو طبقے صحابہ سے حدِ فسق تک ہٹے وہ بدعتی بھی کہلاتے ہیں۔ غرض جس طرح اعمال میں فسق ہوتا ہے اسی طرح عقائد میں بھی ہوتا ہے۔ ان دونوں کا فروغ علاماتِ قیامت میں ہے۔

علاماتِ قیامت میں جو بداعمالیاں صراحۃً احادیث میں شمار کرائی گئی ہیں یہ ہیں :

ظلم کا اس قدر بڑھ جانا جس سے پناہ لینی مشکل ہو۔ خیانت کا عام ہونا۔ جُوا، شراب، ناچ اور گانے کی کثرت، مردوں کا ناجائز حد تک عورتوں کے مطیع ہونا۔ اولاد کی نافرمانی۔ نااہلوں کے ذمہ وہ کام لگانے جن کے وہ اہل نہ ہوں۔ اپنے اسلاف پر طعن، مساجد کی بے حرمتی۔ جھوٹ کو ایک فن کا درجہ دینا۔ گالی گلوچ کی کثرت۔ دلوں میں شرم وحیا، امانت و دیانت کی کمی، وغیرہ۔

ظلم کا اس قدر بڑھ جانا جس سے پناہ لینی مشکل ہو، اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حکام، انتظامیہ، عدلیہ سب ہی ظالم ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ آپس میں خانہ جنگی ہو، جرم کسی کا ہو مارا کوئی اور جائے، یا اور اس قسم کی صورتیں۔

یہ سب باتیں ہر سلیم الفطرت شخص کے نزدیک معیوب ہیں اور اسلام میں گناہ، حرام یا قابل تعزیر و حد ہیں۔ جس قوم میں یہ پائی جائیں وہ روبزوال ہو جاتی ہے اور بڑھ جائیں تو تباہ ہو جاتی ہے۔

پہلے زمانوں (قرونِ وسطیٰ) میں بھی یہ باتیں پائی گئی ہیں لیکن افراد میں تھیں یعنی بہت کم، جب ان مین مبتلا لوگوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تو پوری مسلم قوم پر زوال آگیا۔ حکومتیں چھنتی چلی گئیں حتیٰ کہ پوری دنیا میں کوئی بھی مسلم سلطنت اپنی آزادی پر قائم نہ رہ سکی۔

مذکورہ بالا خرابیوں کے پائے جانے پر عیسائیوں کے غلبہ کی خبر حدیث میں آئی ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

’’جب یہ تمام علامات و آثار نمایاں ہو جائیں تو عیسائی بہت ملکوں پر غلبہ کر کے قبضہ کر لیں گے‘‘۔

اور ایسا واقعہ ہو چکا ہے۔ دنیا بھر کی سب مسلم سلطنتیں تباہ ہو گئیں اور عیسائی چھا گئے اس پر یہ سوال ہو سکتا ہے:
کہ یہ خرابیاں تو ہماری قوم میں باقی تھیں پھر عیسائیوں کا غلبہ کیسے ہٹا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ عیسائیوں کے مظالم زیادہ ہو گئے۔ انہوں نے پوری دنیا کو کھلونا بنالیا اور غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا۔ اور ظلم ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت ہدایت فرمائی تھی۔

واتق دعوة المظلوم فانه ليس بينها وبين الله حجاب. (بخاری شریف ج ا کتاب الزکوٰۃ)

اور مظلوم کی بددعاء سے بچتے رہنا کیونکہ مظلوم کی دعاء اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا (یعنی نہایت سریع التاثیر ہوتی ہے)۔

عیسائیوں کے پوری دنیا پر چھا جانے کے بعد سمٹ جانے کی وجہ بظاہر یہی ہے کہ ان کے مظالم بڑھ گئے تھے انہوں نے اقوام عالم کو محکوم ہی نہیں بلکہ انہیں غلام بھی بنالیا تھا۔ الجزائر، ویٹ نام، کوریا وغیرہ سب ان کے کھلونے بنے رہے ہیں اور اسرائیل کا ناسور ان ہی کا پیدا کردہ ہے۔

اگرچہ جس دور سے ہم گزر رہے ہیں وہ بھی دورِ فتن ہی ہے۔ طرح طرح کے فرقے نمودار ہو رہے ہیں۔ اتباعِ سلف کے بجائے اپنی خواہش پر چلنے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ جو شخص تھوڑا بہت علم حاصل کر لیتا ہے وہ تنقید و جرح کی وادیٔ پُرخار کی راہ لیتا ہے۔ صحابہ کرام اور اسلاف کو چھوڑ کر اپنی شخصیت سازی میں لگ جاتا ہے یہی وہ بیماری ہے جو سب فتنوں، بدعات اور اختلافات کی جڑ ہے۔ کثرتِ نشر و اشاعت نے اسے مرضِ متعدی بنا دیا ہے۔ ایک غلطی اور بدعت کی اصلاح نہیں ہونے پاتی کہ کوئی اور نئی بدعت کسی اور رنگ میں ظاہر ہو جاتی ہے یا کوئی اور نیا فرقہ باطلہ ابھرنے لگتا ہے آخر اس دور کا منتہٰی کہاں ہوگا۔

دورِ فتن سے احادیث میں ایسا زمانہ بھی مراد ہوتا ہے جس میں ایسی گڑبڑ ہو کہ عقلمند سے عقلمند شخص بھی حیران رہ جائے۔ ایک پہلو کی اصلاح ہونے سے پہلے دوسرے پہلو کی خرابی پیدا ہو جائے یا ایک پہلو کی اصلاح میں دوسرے پہلو کی خرابی پیدا ہونے کا احتمال نظر آئے۔ اس دور میں بھی یہی حالت جا رہی ہے۔ کوئی واضح راستہ کسی کے سامنے نہیں ہے اور کوئی راہ بے خار نہیں رہی۔

لیکن احادیث مقدسہ کی روشنی میں یوں لگتا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمان سنبھلتے ہی چلے جائیں گے کیونکہ انہیں عروج کی طرف جانا ہے۔ تقدیراتِ الٰہیہ ظہور میں آنی ہیں۔ مسلمان اگر خود نہ سنبھلے تو حالات سنبھلنے پر مجبور کر دیں گے۔ یہ ایک بہترین فاتح قوم بننے والی ہے اگرچہ یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ پوری طرح خود کفیل نہ ہو پائیں گے۔ درمیان ہی میں دنیا

کے حالات ایسے ہو جائیں گے کہ دنیا بھر کے مسلمان اور عیسائی آپس میں معاہدہ کریں اور کسی تیسری طاقت سے جنگ کریں اور فتح یاب ہوں۔ اب آنے والا طویل دور عروج کے ساتھ طویل عالمی جنگ کا بھی ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

حدیث شریف میں آتا ہے :

عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح القسطنطیة وفتح قسطنطیة خروج الدجال ثم ضرب بیده علی فخذ الذی حدثه اومنکبه ثم قال ان هذالحق کما انک ههنااو کماانک قاعد یعنی معاذ بن جبل. (ابوداؤدشریف باب فی امارات الملاحم)

حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینہ منورہ) کی بربادی ہوگی اور مدینہ شریف کی ویرانی جنگ کا پیش خیمہ ہوگی اور جنگ کا شروع ہونا قسطنطنیہ کی فتح ہوگا اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا دجال کا خروج ہوگا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے کندھے (مونڈھے) پر یاران پر مارا پھر فرمایا کہ بلاشبہ یہ سب حق ہے۔ (یقیناً ہوگا) جیسے کہ تم یہاں موجود بیٹھے ہو (یعنی معاذ بن جبل)۔

احادیث میں اکثر جگہ لفظ فتنہ سے آپس کی لڑائی اور خانہ جنگی مراد ہوتی ہے اور ملحمہ سے وہ لڑائی مراد ہوتی ہے جو مسلمانوں کی دوسروں سے ہو۔

اس وقت اسرائیل نے بیت المقدس کو دارالخلافہ بنالیا ہے اس لیے اس کی آبادی کا عروج تو شروع ہوگیا ہے۔

احادیث مقدسہ سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ عیسائیوں کا مذہبی یعنی عیسائیت کا مرکز ''روم'' ہوگا۔ اور ممکن ہے مادی مرکز بھی اسی کو بنالیا جائے۔

مسلمان اور عیسائی دشمن پر فتح یاب ہونے کے بعد صرف دو آدمیوں کے جھگڑے کی وجہ سے ایک بات کو اپنے وقار کا مسئلہ بنا کر معاہدہ توڑ دیں گے اور عیسائی مسلمانوں سے جنگ کریں گے۔ چنانچہ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے۔ صحابی نے فرمایا :

سمعت رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم یقول ستصالحون الروم صلحا امنا فتغزون انتم وهم عدواً من ورائکم فتنصرون و تغنمون و تسلمون ثم ترجعون

حتی تنزلوا بمرج ذی تلول فیرفع رجل من اهل النصرانیة الصلیب فیقول غلب الصلیب فیغضب رجل من المسلمین فیدقه فعند ذلک تغدر الروم وتجمع الملحمة (ابوداؤد، کتاب الملاحم)

میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب (ایسا وقت آئے گا کہ) تم اہلِ روم سے قابل اطمینان صلح کرو گے۔پھر تم اور وہ اپنے ایک دشمن سے لڑو گے۔تمہیں نصرت وغنیمت حاصل ہوگی اور بچ بھی جاؤ گے (سلامت رہو گے) پھر واپسی کے وقت ایک سبزہ زار میں جہاں ٹیلے ہوں گے ٹھہرو گے۔وہاں نصرانیوں میں سے ایک شخص صلیب بلند کر کے کہے گا کہ صلیب غالب آئی اس پر مسلمانوں میں سے ایک شخص کو غصہ آئے گا وہ صلیب توڑ دے گا اس وقت (صرف دو شخصوں کے جھگڑے پر) اہلِ روم (عیسائی) معاہدہ توڑ دیں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔

اس لڑائی میں عیسائیوں کو کامیابی ہوگی،مسلمانوں کا زبردست نقصان ہوگا۔وہ اپنا ہدف مدینہ منورہ کو بنائیں گے۔کسی لائن سے وہ خیبر تک پہنچ جائیں گے۔مسلمانوں کا حکمران وفات پا جائے گا۔اس وقت جو ہوگا وہ اس حدیث میں آتا ہے۔

عن ام سلمة زوج النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم عن النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هاربًا الی مکة فیأتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه وهو کاره فیبا یعونه بین الرکن والمقام .

(ابوداؤد کتاب المہدی)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے۔آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت اختلاف ہوگا تو ایک شخص (جو خلافت کا اہل ہوگا) مدینہ سے مکہ مکرمہ بھاگ جائے گا۔اس کے پاس اہل مکہ آئیں گے۔اسے (گھر سے) نکالیں گے۔وہ اس معاملہ کو پسند نہ کرتا ہوگا (لیکن لوگ) ان سے رکن اور مقام کے درمیان بیعت کریں گے۔

اس وقت شام میں جو حاکم ہوگا وہ ان کی مخالفت میں لشکر روانہ کرے گا۔حسد میں یا عیسائی حکومتوں کے ابھارنے پر جو صورت بھی ہو۔

ویبعث الیہ بعث من الشام فیخسف بھم بالبیداء بین مکة والمدینة.

شام سے ان کے مقابلہ کے لیے لشکر بھیجا جائے گا۔ اس لشکر کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع بیداء میں دھنسا دیا جائے گا۔

اسی مضمون کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا:

یا رسول اللّٰہ کیف بمن کان کارھا قال یخسف بھم ولکن یبعث یوم القیامة علی نیته. (ابوداؤد کتاب المھدی)

اے اللہ کے رسول اس لشکر والوں کے ساتھ جو لوگ مجبوری (مثلاً جبری بھرتی سے) آ گئے ہوں گے ان کا کیا ہوگا! ارشاد فرمایا وہ بھی دھنسا دیئے جائیں گے لیکن ہر شخص قیامت کے دن اپنی نیت کے مطابق اُٹھایا جائے گا۔

یعنی جو لوگ جبراً ساتھ لیے گئے ہوں گے ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پہلی والی روایت میں ہے کہ:

فاذا رأی الناس ذلک اتاہ ابدال الشام وعصائب اھل العراق فیبایعونه.

جب لوگ یہ دیکھیں گے تو شام کے ابدال (اولیاء کرام) اور عراق کے (بہترین لوگ) گروہ در گروہ ان کے پاس آئیں گے اور ان سے بیعت ہوں گے۔

ان کی مدد کرنے والے اہل ماوراء النہر بھی ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

یخرج رجل من وراء النھر یقال له الحارث حراث علی مقدمته رجل یقال له منصور یوطی او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم وجب علی کل مومن نصرہ اوقال اجابته. (ابوداؤد کتاب المھدی)

ایک شخص ماوراء النہر سے چلے گا اسے حارث کہا جاتا ہوگا۔ وہ حراث (یعنی کاشت کرنے والا) ہوگا۔ اس کے لشکر کے اگلے حصہ مقدمۃ الجیش پر مامور شخص کو منصور کہا جاتا ہوگا۔ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان کے مضبوطی سے جمنے کے لیے مؤثر طرح کام کرے گا جیسے (قبائل قریش نے اسلام قبول کرنے کے بعد) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (دین کے) لیے استحکام کا کام کیا۔ ہر ایمان والے شخص پر اس کی مدد واجب ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ماوراء النہر یعنی دریائے سیحون کے پار علاقوں میں اسلام نہایت جوش سے

اُبھر چکا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے :

ثم ینشأ رجل من قریش اخواله کلب فیبعث الیهم بعثا فیظهرون علیهم وذ لک بعث کلب والخیبة لمن لم یشهد غنیمة کلب (ابوداؤد کتاب المہدی)

پھر ایک قریش شخص ابھرے گا (اس کی ننھیال)اس کے ماموں بنوکلب ہوں گے ۔وہ حضرت مہدی کے مقابلہ کے لیے لشکر روانہ کرے گا حضرت مہدی ان پر فتح پائیں گے ۔ یہ لشکر (درحقیقت) بنوکلب پر مشتمل ہوگا۔ جوان کے اموال غنیمت نہ حاصل کرے وہ خسارہ میں رہا۔

حضرت امام مہدی علیہ رحمۃ اللہ ورضوانہ کے نام کے بارے میں ارشاد ہوا :

یواطیٔ اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی (ابوداؤد کتاب المھدی)

ان کا نام میرے نام پر ہوگا اوران کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔

حضرت مہدی کے ساتھ موعود کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے یعنی جن کے ظہور کی اطلاع دی گئی ہے اوران کا وجود اس وقت سارے مسلمانوں کی فلاح کا سبب ہوگا اوراس کا احادیث میں وعدہ کیا گیا ہے ان کے بارے میں بہت روایات موجود ہیں حتی کہ روایات میں حضرت مہدی کا حلیہ بھی بتایا گیا ہے۔

اجلی الجبهة اقنی الانف.

کشادہ پیشانی بلند ناک۔

ایک اور روایت میں نسب بھی بتلایا گیا ہے ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا :

ان ابنی هذا سیّد کما سماه النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم صلّی اللّٰه علیه وسلّم یشبهه فی الخلق ولا یشبهه فی الخلق. (ابوداؤدشریف کتاب المہدی)

میرا بیٹا سردار ہے جیسے کہ انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (سیّد) فرمایا ہے اوران کی نسل میں ایک شخص پیدا ہوگا۔تمہارے نبی کا ہم نام ہوگا۔عادات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوگا۔شکل وصورت میں نہیں۔

آپ کے متعلق تحریرکردہ رسائل میں یہ بھی ہے کہ آپ لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے از غیب علم عطا ہوا ہوگا جسے '' علم لَدُنّی '' کہا جاتا ہے۔

یعمل فی الناس بسنة نبیهم صلّی اللّٰه علیه وسلّم ویلقی الاسلام بجرانه الی الارض. (ابوداؤدشریف کتاب المهدی)

لوگوں میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کریں گے اور اسلام بڑے سکون کے ساتھ ساری دنیا میں جم جائے گا۔

یہاں تک گزری ہوئی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت جو دور جا رہا ہے اس میں انشاء اللہ مسلمانوں کی بہتری ہوگی۔اسلام کی طاقت بڑھے گی۔مسلمانوں کی خرابیوں کا ازالہ ہوتا جائے گا۔مزید کمزوریاں جہاد کی برکت سے دور ہوتی جائیں گی۔پورے عالم پرطویل ترین یا سخت ترین جنگ کا دور گزرے گا۔مسلمان اور عیسائی قریب ہوں گے اور آپس میں جنگی معاہدہ کریں گے۔پھر وہ شدید ترین جنگ جو کسی تیسرے فریق سے ہوگی اس میں مسلم عیسائی متحدہ قوت کامیاب ہوگی۔ان اتحادیوں کی کامیابی کے بعد پھر ذرا سی بات پر عیسائی معاہدہ منسوخ کر کے برسر پیکار ہو جائیں گے۔مسلمان جو غالبًا مادی طاقت میں ناکافی حد تک خودکفیل ہوئے ہوں گے شکست کھائیں گے اور بہت سے مسلم علاقے عیسائیوں کے قبضہ میں چلے جائیں گے جن میں ترکی، اردن اور سعودی عرب کا علاقہ صاف سمجھ میں آتا ہے پھر لڑائی کا زور اس علاقہ میں اور شام وفلسطین میں رہے گا ان سب لڑائیوں میں جانی نقصان بے حد ہوگا۔خدا ہی جان سکتا ہے کہ یہ جنگ کس قسم کی ہوگی کن ہتھیاروں سے لڑی جائے گی ایٹمی ہوگی یا دوسرے ہتھیاروں سے ہوگی۔اس حصہ تک خوارقِ عادت کا ظہور نہ ہوگا۔انسان نے اس وقت تک جو مادی ریڈیائی ترقی کی ہے یا کچھ اور کرے گا وہ آخری حد کو پہنچ چکی ہے یا پہنچ جائے گی۔یہ ترقی بھی خوارق عادت کے مشابہ ہے۔اس کے بعد ظہور مہدی سے روحانی خوارق کا ذکر ملتا ہے۔حضرت مہدی کا ظہور خلیفہ وقت کے انتقال پر ہوگا، وہ خود مہدی ہونے کا دعوٰی نہ کریں گے۔لوگ پہچان کر انہیں خلیفہ بننے پر مجبور کر دیں گے حضرت امام مہدی اسلامی افواج جمع کر کے حملہ آور عیسائیوں پر اپنے علاقے واپس لینے کے لیے جوابًا حملہ کریں گے اور فتح کرتے کرتے ترکی تک پہنچیں گے جس وقت استنبول (قسطنطنیہ) فتح کریں گے اس وقت انہیں ظہور دجال کی اطلاع ملے گی۔اس لڑائی میں مسلمان فاتح ہوں گے لیکن اتنی بڑی تعداد میں شہید بھی ہو جائیں گے کہ فتح کی خاص خوشی نہ ہوا کرے گی۔سو میں سے ایک آدمی زندہ رہ جائیگا (یعنی کسی کسی خاندان کا یہ حال ہوگا)۔

(مسلم شریف ص۳۹۲ ج۲)

احادیث مقدسہ سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اسی دوران یہودی بھی مسلمانوں سے لڑیں گے اور ہو سکتا ہے کہ یہ لڑائی حضرت مہدی کے اسی سفر جہاد میں شام سے ترکی جاتے ہوئے موجودہ (امریکہ کی ذیلی ریاست) اسرائیل میں ہو۔اس کی خبریں دی گئی ہے۔

تقاتلکم الیھود فتسلطون علیھم حتی یقول الحجر یا مسلم ھذا یھودی ورائی فاقتلہ. (مسلم ص ۳۹۶ ج ۲ کتاب الفتن و اشراط الساعۃ)

موجودہ حالت اور انجام سورۂ بنی اسرائیل کے ابتدائی حصہ میں **وان عدتم عدنا** کے جملہ سے بھی مفہوم ہوتی ہے کہ ان کی بداعمالیوں بڑھیں گی جب وہ انتہا کو پہنچیں گی تو انتہائی سزا دی جائے گی۔ مسلم شریف میں اسی صفحہ پر جو روایات دی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سب یہودی مارے جائیں گے انہیں پتھر بھی پناہ نہ دیں گے صرف ایک درخت جسے غرقد کہا جاتا ہے اس کے پیچھے یا اس کی آڑ میں ہوں گے تو وہ انہیں پناہ دے گا۔ غرقد کو عوسجہ بھی کہتے ہیں کانٹوں دار درخت ہے فلسطین کے علاقہ میں ہوتا ہے۔ چھوٹے کو عوسجہ اور بڑے کو غرقد کہتے ہیں۔ ان کا مارا جانا اور درختوں اور پتھروں کا مخبری کرنا یہ خوارق عادت کے طور پر ذکر فرمایا گیا ہے۔ اگر چہ ممکن ہے کہ یہ سائنسی ترقی سے ہو لیکن احادیث کا سیاق وسباق اور انداز بیان خرق عادت پر دلالت کر رہا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

حضرت مہدی کے لشکر کا ایک حصہ بھاگ کھڑا ہوگا۔ ایک حصہ شہید ہو جائے گا۔ وہ لوگ افضل الشہداء عند اللہ ہوں گے تیسرا حصہ مع جدید رفقاء فتح یاب ہوتا چلا جائے گا۔ یہ لشکر قسطنطنیہ فتح کرلے گا۔ ابھی اس معرکہ سے فارغ ہی ہوئے ہوں گے کہ کوئی شیطان یہ خبر پھیلائے گا کہ دجال تم لوگوں کے اہل وعیال میں پہنچ گیا ہے۔ یہ لوگ واپس روانہ ہوں گے اور شام کے موجودہ دارالخلافہ دمشق پہنچیں گے تو وہاں دجال نہ ہوگا۔ یہ خبر جھوٹی ہوگی۔ لیکن وہیں اتنا پتہ چل جائے گا کہ وہ دنیا میں ظاہر ہو چکا ہے۔ ابھی یہ لوگ اسی مقام پر ہوں گے کہ نزول مسیح علیہ السلام ہو جائے گا۔

(مسلم ص ۳۹۲ ج ۲)

حضرت مہدی علیہ السلام کا دورِ حکومت بابرکت ہوگا۔ عدل وانصاف اپنے کمال پر ہوگا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ان کا دور حکومت سات سال اور بعض روایات کے مطابق نو سال ہوگا۔ (ابوداؤد کتاب المہدی) پھر حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور شروع ہوگا۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر مستقل تصانیف موجود ہیں۔ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے "**التصریح بما تواتر فی نزول المسیح**" اسی موضوع پر تالیف فرمائی ہے۔ یہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے شائع کی ہے اور میرا مقصد تمام روایات کو جمع کرنا نہیں ہے بلکہ ایک خاکہ پیش کرنا ہے جو احادیث مقدسہ کی روشنی میں سمجھ میں آتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ظہور یاجوج وماجوج ہوگا۔ یہ کثیر التعداد قوم ہوگی ان سے مقابلہ نہیں کیا جاسکے گا۔ البتہ بچا جاسکے گا کہ انسان محصور ہو جائے۔ حدیث میں یہی تدبیر بتلائی گئی ہے۔ (مسلم ص ۴۰۱-۴۰۲ ج ۲)

ان کی تعداد کی کثرت ان احادیث میں آئی ہے جن میں جہنم میں داخل کیے جانے والے لوگوں کا ذکر ہے کہ

مسلمان میں سے ایک اور یاجوج ماجوج ایک ہزار ہوں گے۔

(بخاری باب قصۃ یاجوج و ماجوج وقول اللہ عزوجل ویسئلونک عن ذی القرنین ص۴۷۲ ج۱)

ممکن ہے بخاری شریف وغیرہ کی اس روایت میں اس وقت کے مسلمانوں اور یاجوج و ماجوج کا تناسب مراد ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ وہ کافر ہوں گے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ یہ اولاد یافث بن نوح علیہ السلام سے ہیں۔

ان کے بارے میں تو اتنا ہی بتلانا کافی ہے کہ ان کا وجود مسلّم ہے اور جس وقت ان کے فتنہ کا ظہور ہوگا اس وقت ان کے شر سے بچنے کی تدبیر محصور ہو جانے کے سوا کچھ نہیں۔ ان کی حالت کے بارے میں مسلم شریف میں ص ۴۰۱۔۴۰۲ پر روایات موجود ہیں ان کی ہلاکت حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دعاء سے ہوگی اسی صفحہ پر مسلم شریف میں ہے کہ یہ منکر خدا اس وقت وجودِ باری کا مذاق اڑاتے ہوں گے اور یہ بھی ہے کہ ان کی موت (ظاہری اسباب میں) بہت چھوٹے کیڑوں سے ہوگی۔ **یرسل علیھم النغف** مسلم شریف ص ۴۰۱۔ نغف ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو اونٹ اور بکری کی ناک میں پیدا ہو جاتا ہے اس قسم کے جراثیم ان پر چھا جائیں گے ان کی گردن میں تکلیف ہوگی اور سب یک لخت مت جائیں گے۔ لیکن دجال کے بارے میں بہت روایات ہیں اور اس کا ظہور اور سارا زور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہی ہوگا۔ اس لیے آقاء نامدار علیہ الصلٰوۃ والسلام نے جو ارشادات فرمائے ہیں وہ ملحوظ رکھنے چاہئیں تاکہ اس کے شر سے ہر صاحب ایمان بچ سکے۔

دجال کا ظہور اصفہان سے ہوگا۔ اس کے ساتھ یہودی ہوں گے۔ مسلم شریف میں ہے :

یتبع الدجال من یھود اصبھان سبعون الفا علیھم الطیا لسة (مسلم شریف ۴۰۵ ج ۲)

دجال کے ساتھ اصبہان کے ستر ہزار (یعنی بہت بڑی تعداد میں) یہودی ساتھ ہوں گے۔ ان کے لباس میں ان کی خاص وضع کی لمبی ٹوپی ہوگی۔

اسے لوگوں پر کسی وجہ سے سخت غصہ آئے گا اس وقت اس کا ظہور ہوگا :

ان اول مایبعثه علی الناس غضب یغضبه (مسلم شریف باب ذکر الدجال ص ۳۹۹ ج ۲)

باب : ۳ قسط :۱۴

☆ فہم حدیث ☆

نبوت ورسالت

﴿حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب﴾

کسی مذہب سماوی سے تعلق ہونے کے باوجود جولوگ انبیاء علیہم السلام اوران کی تعلیمات کے متعلق کج فہمی میں مبتلا ہیں ان کو ہمیشہ سے یہ مغالطہ رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا تعلق صرف ایک ایسی غیر محسوس حیات کے ساتھ وابستہ ہے جس کے وجود میں بھی یہ کج فہم لوگ بہت سے شکوک وشبہات رکھتے ہیں۔ان کے نزدیک گویا مذہبی تعلیمات کا تعق اگر ہے تو صرف قبر، حشر ونشر اور مابعد الموت زندگی کے مسائل کی حد تک ہے دینوی نظم ونسق کے ساتھ اس کا کوئی محکم تعلق ثابت نہیں۔دوسری طرف عالم غیب اور اس کے علوم سے چونکہ یہ مادی عقول بالکل خالی ہوتی ہیں اس لیے وہ انبیاء علیہم السلام اوران کی تعلیمات کے لیے کوئی بلند مقام تجویز کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔

لیکن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اصل حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں :

"اگر تم نبی اور اس کے خواص جاننا چاہتے ہو تو یوں سمجھو کہ حیات انسانی کے نظم ونسق کے لیے جن جن صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ بیک وقت نبی کی ذات میں تمام انسانوں سے بڑھ کر پیدا فرمائی جاتی ہیں۔

(۱) وہ حاکم کی طرح ہوتا ہے جس کی قوت عاقلہ اور عاملہ کے سایہ کے نیچے اہل قلم بھی، بڑے بڑے جرنیل اور سیاست دان بھی، کاشتکار اور تاجر بھی غرض تمام عالم اپنی اپنی زندگی کے مطابق تربیت حاصل کرتا ہے اور ہر ہر شعبہ کا نظام اس کے اقوال وافعال کے دم سے قائم رہتا ہے۔

(۲) وہ ایک حکیم ومدبر بھی ہوتا ہے جو علم اخلاق وتدبیر منزل اور سیاست مدن کا ماہر ہو اور یہ تمام صفات اس کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہوں حتی کہ اس کے حرکات وسکنات سے یہ علوم ٹپکتے نظر آرہے ہوں۔

(۳) وہ مرشد کامل بھی ہوتا ہے جو کرامات وخوارق کا مصدر بنا ہوا ہو اور طاعات وعبادات کے ان تمام طریقوں سے آگاہ ہو جو تہذیب نفس کے لیے ضروری ہیں اوران علوم فقہ کا ماہر ہو جن سے انسانوں پر ملکوت کے خفیہ اسرار روشن ہوتے ہیں اور اسی طرح اعمال جوارح اور اذکار لسانی کے علیحدہ علیحدہ تمام خواص سے پورا پورا آشنا ہو۔اللہ کے ہر حکم کو پورا کرنا اس کی شان بن چکی ہو اور اس کی فطرت کو عالم بالا سے وہ مناسبت حاصل ہو کہ علوم الہیہ اور یقین واطمینان کی نعمت اس کے قلب پر بہہ رہی ہو"۔ (ترجمان السنۃ ۳/۱۱۵)

اس کا کلام حاصل یہ ہے کہ نبوت کے تین رکن ہیں۔

(۱) حکومت وسیاست :

اس کی حقیقت یہ ہے کہ نبی خلیفۃ اللہ ہوتا ہے اور احکام الہیہ کی تلقین کرتا ہے، اور جب موقع ہوتا ہے تو حکومتی سطح پر ان کو خود جاری بھی کرتا ہے۔ اسی وجہ سے نبی کی حکومت وسیاست کی اہم بنیاد عالم غیب سے اس کا رشتہ اور تعلق ہوتی ہے اور قدرت خود بھی نبی کے اندر اعلیٰ قابلیتیں اور صلاحیتیں ودیعت رکھتی ہے۔

(۲) علم وحکمت :

علوم نبوت کی خصوصیات یہ ہیں

(ا) وہ انسانیت کے حقوق کا تحفظ اور مصالح عالم کی رعایت کرتے ہیں۔

(ب) وہ حقیقت کی صحیح صحیح ترجمانی کرتے ہیں کبھی باطل ثابت نہیں ہوتے۔

(ج) وہ قطعیت اور یقین کے اس نقطہ پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان میں شک وشبہہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

(۳) رشد وہدایت :

(ا) انبیاء علیہم السلام کے رشد وہدایت اور جمیع کمالات اتنے بلند درجہ کے ہوتے ہیں کہ یہ کہنا بجا ہے کہ گویا ان کی نوعیت ہی علیحدہ ہوتی ہے مثلاً جوان کی صحبت میں ایمان کے ساتھ ایک مرتبہ آبیٹھا وہ باجماع اُمت جنیدؒ وشبلیؒ سے کہیں فائق بن کر اُٹھا۔

(ب) نبی کی عام صفات مثلاً صداقت، دیانت، امانت، بلندی اخلاق اور انصاف وغیرہ بھی دیگر انسانوں میں موجود ان صفات کے مقابلہ میں کہیں زیادہ بلند ہوتی ہیں۔

انبیاء علیہم السلام سب کے سب بشر تھے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے :

عَن عبداللّٰہ بن مسعود ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم صلی الظہر خمسا فقیل لہ ازید فی الصلٰوۃ فقال وما ذاک قالوا صلیت خمسا فسجد سجدتین بعدما سلم وفی روایۃ قال انما انابشر مثلکم انسی کما تنسون فاذانسیت فذکرونی (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۔ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (بھول سے) ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ اس پر آپ سے عرض کیا گیا کہ کیا ظہر کی نماز کی رکعتیں بڑھا دی گئیں ہیں ۔ آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا (آج آپ نے پانچ رکعتیں ادا فرمائی ہیں ۔ یہ سن کر آپ نے ایک رکعت اور پڑھی اور تشہد پڑھ کر سلام کے بعد سہو کے لیے دو سجدے کیے (یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب نماز میں بات کرنے کی اجازت تھی)۔ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا میں (اگر چہ اللہ کا رسول ہوں لیکن اصل کے اعتبار سے) ایک بشر ہوں جیسے تم بشر ہو اور (مجھ کو بھی بشری عوارض پیش آتے ہیں جو میری رسالت اور برگزیدگی کے منافی نہیں ہیں اور بشری عوارض کی وجہ سے میں) بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو اس لیے جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔

انبیاء علیہم السلام کو بھی بشری عوارض پیش آتے تھے :

(ا) بھول چوک :

اوپر کی حدیث میں انما انا بشر انسی کما تنسون یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی ایک بشر ہوں جیسے تم بشر ہو اور بھول بھی جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔

عن عائشة ان رجلا قام من الليل فقرأ فرفع صوته بالقرآن فلما اصبح قال رسول الله ﷺ يرحم الله فلا نا كأيّن من آية اذ كرنيهاالليلة كنت قد اسقطتها

(ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک صاحب (یعنی عبداللہ بن یزید) رات کے وقت اُٹھے اور اونچی آواز سے قرآن پڑھا۔(ان کی آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے کان میں بھی آئی ۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ علیہ وسلم نے فریایا اللہ فلاں (یعنی عبداللہ بن یزید) پر رحم فرمائے کتنی ہی آیتیں ہیں جو آج رات انہوں نے مجھے یاد دلا دیں جو مجھے مستحضر نہیں رہی تھیں۔

فائدہ : عارضی طور پر مستحضر نہ رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کو بالکل بھول ہی گئے تھے جو کوشش کے باوجود بھی یاد نہ آ رہی ہوں بلکہ وقتی طور پر توجہ نہ ہونے کے باعث جب وہ کان میں پڑیں تو ایسے معلوم ہوا گویا بھولی ہوئی تھیں جو یاد دلا دیں۔

(۲) بھوک کی شدت محسوس کرنا :

عن ابی طلحة قال شکونا الی رسول اللہ ﷺ الجوع و رفعنا عن بطوننا عن حجر حجر فرفع رسول ﷺ عن بطنه عن حجرین (ترمذی)

حضرت ابی طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (غزوہ خندق میں) شدت بھوک کی شکایت کے طور پر اپنے پیٹ کھول کر دکھائے کہ ان پر ایک پتھر بندھا ہوا ہے۔ (تاکہ اس کے دباؤ کی وجہ سے خالی پیٹ کا درد محسوس نہ ہو اور کمر سیدھی رہے) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیٹ جو کھولا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

(۳) بچھو کا کاٹنا :

عن علی قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ذات لیلة یصلی فوضع یدہ علی الارض فلدغته عقرب فاولها رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلّم بنعله فقتلها فلما انصرف قال لعن اللہ العقرب ماتدع مصلیا ولا غیرہ اونبیه ولا غیرہ ثم دعا بملح وماء فجعله فی اناء ثم جعل یصبه علی اصبعه حیث لدغته ویمسحها ویعوذها بالمعوذ تین . (بیهقی فی شعب الایمان)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے آپ نے اپنا دست مبارک زمین پر رکھا تو کسی بچھو نے آپ کے ہاتھ میں کاٹ لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چپل لے کر (عمل قلیل سے) اس کو مار دیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا خدا تعالی بچھو پر لعنت کرے نہ نمازی کو بخشے نہ غیر نمازی کو یا یہ فرمایا کہ نہ نبی کو چھوڑے نہ غیر نبی کو۔ اس کے بعد ذرا سا نمک اور پانی منگا کر ایک برتن میں ڈالا اور جس جگہ پر بچھو نے کاٹا تھا اس جگہ اس کو ڈالتے رہے اور معوذتین پڑھ کر انگلی پر ہاتھ پھیرتے اور دم کرتے رہے۔

(۴) جادو کا اثر ہو جانا :

عن عائشة قالت کان رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلّم سحر حتی کان یری انه یاتی النساء ولا یاتیهن فانتبه من نومه ذات یوم فقال یا عائشة اعلمت ان اللہ قد افتانی فیما استفتیته فیه اتانی رجلان فقعد احدهما عند راسی والآخر عند

رجلی فقال الذی عند راسی للآخر اٰ ما بال الرجل قال مطبوب قال ومن طبه قال لبید بن الاعصم رجل من بنی زریق حلیف لیهود کان منافقا قال وفیم قال فی مشط و مشاقة قال فاین قال فی جف طلعةذکر تحت رعوفة فی بئر ذی اروان قال فاتی البرحتی استخرجه فقال هذه البر التی اریتها وکان ماء ها نقاعةالحنا وکان نخلها رء وس الشیاطین قال فاستخرج قالت فقلت افلا تنشرت فقال اماالله فقد شفانی واکره ان اثیرعلی احد من الناس شرا (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا (جس کا اثر یہ ہوا کہ آپ خیال کرتے تھے کہ آپ (اپنی) بیویوں سے صحبت کریں مگر کر نہ پاتے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا اے عائشہؓ جانتی ہو آج اللہ تعالی نے جس بات کو میں نے اس سے پوچھا تھا اس نے اس کی مجھے خبر دے دی ہے۔ (اس کی صورت یہ ہوئی کہ) دو فرشتے میرے پاس آئے ایک میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا میرے پیروں کی طرف بیٹھ گیا جو میرے سرہانے بیٹھا تھا اس نے دوسرے سے پوچھا ان کو کیا تکلیف ہے۔ دوسرے نے جواب دیا ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا لبید بن اعصم نے جو قبیلہ بنی زریق کا ایک آدمی ہے اور یہود کا حلیف ہے۔ یہ شخص منافق تھا۔ پہلے نے پوچھا اچھا یہ جادو کس چیز پر کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ایک کنگھی اور کنگھی کشیدہ بالوں پر۔ پہلے نے پوچھا تو وہ ٹونا کہاں ہے۔ اس نے کہا وہ ایک نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں رکھ کر ذی اروان کنویں کے اندر کے پتھر کے نیچے ہے۔ چنانچہ آپؐ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس جادو کو نکالا اور فرمایا یہی کنواں تھا جو مجھ کو دکھایا گیا تھا۔ اس کا پانی ایسا تھا جیسا مہندی کا پانی سرخ ہوتا ہے اور اس کے اردگرد درختوں پر ایسی وحشت برستی تھی گویا وہ شیطانوں کے سر ہیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے عرض کی آپؐ نے اس کو کھول (کر لوگوں کو دکھا) کیوں نہیں دیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھ کو تو اللہ تعالی نے شفا عطا فرما دی اور اب مجھ کو یہ بات گوارا نہیں کہ کسی بھی شخص کے خلاف شر اُٹھاؤں۔

(۵) زہر کے اثر سے متاثر ہونا :

عن جابر ان یھودیة من اھل خیبر سمت شاة مصلیة ثم اھدتھا لرسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فاخذ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم الذراع فاکل منھا واکل رھط من اصحابہ معہ فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ارفعوا ایدیکم وارسل الی الیھودیة فدعاھافقال سممت ھذہ الشاة فقالت من اخبرک قال اخبرتنی ھذہ فی یدی للذراع قالت نعم قلت ان کان نبیا فلن تضرہ وان لم یکن نبیا استرحنا منہ فعفاعنھا رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ولم یعا قبھاوتو فی اصحابہ الذین اکلو امن الشاة واحتجم رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم علی کاھلہ من اجل الذی اکل من الشاة حجمہ ابو ھند بالقرن والشفرة وھو مولی لبنی بیاضة الانصار (ابو داؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے ایک بھونی ہوئی بکری زہر ملا کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بطور ہدیہ پیش کی۔ آپؐ نے اس کی دستی لی اور اس میں سے کچھ کھایا اور آپؐ کے بعض صحابہؓ نے بھی کھالیا۔ آپؐ نے فرمایا کھانے سے ہاتھ اُٹھالو اور اس یہودی عورت کو ایک آدمی بھیج کر بلوایا اور اس سے پوچھا تو نے بکری میں زہر ملایا ہے؟ اس نے کہا آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے دستی کے اس ٹکڑے کی طرف جو آپ کے ہاتھ میں تھا اشارہ کر کے فرمایا کہ اس نے۔ یہ سن کر وہ بولی جی ہاں (اور) میں نے اپنے دل میں سوچا تھا اگر یہ نبی ہوں گے تو ان کو یہ زہر ہرگز نقصان نہ دے گا اور اگر نبی نہ ہوں گے تو ان سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ آپ نے اس یہودن کو معاف کر دیا اور اس کو کوئی سزا نہیں دی اور آپؐ کے جن صحابہؓ نے وہ گوشت کھالیا تھا ان (میں سے بعض کا یعنی بشر رضی اللہ عنہ) کا تو انتقال ہو گیا اور آپ ﷺ نے بھی اس زہر آلود بکری کے اثر سے اپنے شانوں کے درمیان سینگی لگوائی۔ سینگی لگانے والے ابو ہند تھے جو انصار کے قبیلہ بنو بیاضہ کے ایک آزاد کردہ غلام تھے۔ انہوں نے سینگ اور نشتر سے آپ کے سینگی لگائی تھی۔

(۶) دینوی امور کی فکر لاحق ہونا :

عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلّی الله علیه وسلّم کان یقول لنسائه ان امر کن لَمِمَّا یهمنی من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرون الصدیقون قالت عائشة یعنی المتصدقین ثم قالت عائشة لابی سلمة بن عبد الرحمن سقی الله اباک من سلسبیل الجنة وکان ابن عوف قد تصدق علی امهات المومنین بحدیقة بیعت باربعین الفا (ترمذی ،مشکوۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے فرمایا کرتے تھے۔میری وفات کے بعد کا تمہارا معاملہ بھی ایسا ہے جو مجھے فکر مند کرتا ہے اور تمہاری دیکھ بھال میں حصہ لینے والے صرف وہی لوگ ہوں گے جو بڑے ضبط و ہمت والے ہوں گے (کہ خود قلت برداشت کر کے تم پر زیادہ خرچ کریں گے)اور کثرت واخلاص سے صدقہ کرنے والے ہوں گے (کیونکہ تمہاری دیکھ بھال کی ضرورت تو تمہاری وفات تک مسلسل رہے گی اس لیے کہ تمہارا کسی دوسری جگہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا)۔حضرت عائشہؓ ابوسلمہ سے دعائیہ کلمات فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالی تمہارے والد کو جنت کے اس چشمہ کے پانی سے سیراب کرے جس کا نام سلسبیل ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے والد عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے امہات المومنین کو ایک باغ ہدیہ کیا تھا جو چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوا تھا۔ (جاری ہے)

انوار مدینہ میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

قسط : ۹

دینی مسائل

﴿ پانی کا بیان ﴾

مقید پانی:

مقید پانی وہ ہوتا ہے کہ صرف کہنے سے جس کی طرف ذہن جلدی منتقل نہیں ہوتا اور یہ وہ پانی اور مائع ہے جو درختوں اور پھلوں اور بناتات (سبزی پتے وغیرہ) سے نچوڑ کر نکالا جائے یا ان سے ٹپک کر نکلے یا گلاب کا پانی وغیرہ اور اسی طرح جب مطلق پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس کے کسی وصف یعنی ذائقہ یا رنگ یا بو کو بدل دے یا اس میں کوئی پاک چیز اس طرح سے مل جائے کہ وہ پانی اس چیز سے مغلوب ہو جائے اور پانی کا نام اس سے زائل ہو جائے تو یہ مقید پانی کے معنی میں ہو جاتا ہے۔

مسئلہ : جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی ہو یا پانی میں کوئی چیز پکائی گئی اور ایسا ہو گیا کہ اب بول چال میں اس کو پانی نہیں کہتے بلکہ اس کا کچھ اور نام ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں جیسے شربت، شیرہ، شوربا، سرکہ اور عرق گاؤزبان وغیرہ کہ ان سے وضو درست نہیں ہے۔

مسئلہ : جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ یا مزے یا بو میں فرق آ گیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی، نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران پڑ گیا اور اس کا بہت خفیف سا رنگ آ گیا یا صابن پڑ گیا یا اسی طرح کی کوئی اور چیز پڑ گئی تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل درست ہے۔

مسئلہ : اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اس پانی سے وضو درست نہیں، البتہ اگر ایسی چیز پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا ہو تو اس سے وضو درست ہے جیسے مردے کو نہلانے کے لیے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں البتہ اگر اتنی زیادہ ڈال دیں کہ پانی گاڑھا ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔

مسئلہ : کپڑا رنگنے کے لیے زعفران گھولی یا رنگ گھولا تو اس پانی سے وضو درست نہیں۔

مسئلہ : اگر پانی میں دودھ مل گیا تو اگر دودھ کا رنگ پانی میں اچھی طرح آ گیا ہے تو وضو درست نہیں اور اگر

دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔

جانوروں کے جھوٹے کا بیان :

مسئلہ : آدمی کا جھوٹا پاک ہے چاہے بے دین ہو یا ناپاک ہو یا عورت حیض سے ہو یا نفاس میں ہو، ہر حال میں پاک ہے۔ اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے۔ البتہ اگر اس کے منہ میں کوئی ناپاکی لگی ہو تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہوگا۔

مسئلہ : حلال جانور جیسے مینڈھا، بکری، بھیڑ، گائے، بھینس، ہرن وغیرہ اور حلال پرندے جیسے مینا، طوطا، فاختہ، گوریا ان سب کا جھوٹا پاک ہے اسی طرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔

مسئلہ : کتے کا جھوٹا نجس ہے اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبہ وغیرہ کا لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھوئے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے تاکہ خوب صاف ہو جائے۔

مسئلہ : سُور کا جھوٹا بھی نجس ہے۔ اسی طرح شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ وغیرہ جتنے چیر پھاڑ کر کھانے والے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔

مسئلہ : دودھ سالن وغیرہ میں بلی نے منہ ڈال دیا تو اگر اللہ نے سب کچھ دیا ہو تو اسے نہ کھائے اور اگر غریب آدمی ہو تو کھالے پھر اس میں کچھ حرج اور گناہ نہیں بلکہ ایسے شخص کے واسطے مکروہ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ : بلی نے چوہا کھایا اور فوراً آکر برتن میں منہ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جائے گا اور جو تھوڑی دیر ٹھہر کر منہ ڈالے کہ اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہی رہے گا۔

مسئلہ : کھلی ہوئی مرغی جو ادھر ادھر گندی چیزیں اور پلیدی کھاتی پھرتی ہے اس کا جھوٹا مکروہ ہے اور جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ پاک ہے۔

مسئلہ : شکار کرنے والے پرندے جیسے شکرہ، باز، وغیرہ کا جھوٹا بھی مکروہ ہے لیکن جو پالتو ہو اور مردار نہ کھائے نہ اس کی چونچ میں نجاست کا شبہ ہو اس کا جھوٹا پاک ہے۔

مسئلہ : جو چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان سب کا جھوٹا مکروہ ہے۔

مسئلہ : اگر چوہا روٹی کتر کر کھالے تو بہتر ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے تب کھائے۔

مسئلہ : گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے۔ سو اگر کہیں فقط گدھے، خچر کا جھوٹا

پانی ملے اور اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے۔

مسئلہ : جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ بھی مکروہ ہے اور گدھے و خچر کا پسینہ پاک ہے کپڑے اور بدن پر لگ جائے تو دھونا واجب نہیں ہے لیکن دھوڈالنا بہتر ہے۔

مسئلہ : کسی نے بلی پالی وہ پاس آکر بیٹھی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اس کا لعاب لگے تو اس کو دھوڈالنا چاہیے اگر نہ دھویا اور یوں ہی رہنے دیا تو مکروہ اور بُرا کیا۔

مسئلہ : غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کے لیے مکروہ ہے جب کہ جانتی ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح غیر عورت کا جھوٹا کھانا اور پانی مرد کے لیے بھی مکروہ ہے۔

پانی کے استعمال کے احکام :

ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ، بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح بھی درست نہیں، نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا جائز ہے مگر ایسے گارے سے مسجد نہ لیپے۔

مسئلہ : دریا، ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ جس کو بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہونے کا اندیشہ ہو تو استعمال کا یہ طریقہ درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ استعمال سے منع کر دے۔

مسئلہ : کسی شخص کی مملوک زمین میں کنواں یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے یا جانوروں کو پانی پلانے یا وضو، غسل اور کپڑے دھونے کے لیے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کر سکتا کیونکہ پانی میں سب کا حق ہے البتہ اگر جانوروں کی کثرت کی وجہ سے پانی ختم ہونے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے۔

اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائے گا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے چل سکتا ہے (مثلاً کوئی دوسرا کنواں وغیرہ ایک شرعی میل یعنی دو ہزار گز سے کم فاصلہ پر موجود ہے اور وہ کسی کی مملوک زمین میں بھی

نہیں ہے) یا اس کا کام بند ہو جائے گا اور تکلیف ہوگی۔ اگر اس کا کام دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنویں والے سے کہا جائے گا کہ یا تو اس شخص کو اپنے کنویں یا نہر وغیرہ پر آنے کی اس شرط سے اجازت دو کہ نہر وغیرہ کو نہیں توڑے گا ورنہ اس کو جس قدر پانی کی ضرورت ہے تم خود نکال کر یا نکلوا کر اس کے حوالہ کر دو البتہ پانی لینے والے کو یہ جائز نہیں کہ وہ نہر یا کنویں والے کی اجازت کے بغیر اپنے کھیت یا باغ کو پانی دے۔

مسئلہ : اگر ایک شخص دوسرے کے کنویں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ کنویں یا نہر والا اس سے کچھ قیمت لے تو مشائخ بلخ نے اس کے جواز کا فتوی دیا ہے۔

مسئلہ : دریا، تالاب اور کنویں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے مشک وغیرہ کے پانی بھر لے تو اس پانی کا مالک ہو جائے گا۔ اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔

مسئلہ : لوگوں کے پینے کے لیے جو پانی رکھا ہو جیسے گرمیوں میں راستوں پر پانی رکھ دیتے ہیں اس سے وضو وغسل درست نہیں ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اس میں سے پینا درست ہے۔

(جاری ہے)

شرعی اصول کے مطابق سونے کے زیورات بنانے کا قابلِ اعتماد ادارہ

دلشاد گولڈ سمتھ

ہمارے یہاں سونے کی فینسی اور جدید ڈیزائن کے مطابق چوڑیاں تیار کی جاتی ہیں۔
نیز آرڈر پر عروسی زیورات منفرد اور جدید ڈیزائن میں فیکٹری ریٹ پر بنائے جاتے ہیں

پروپرائٹر:۔ شیخ فیروز الدّین۔ مُحمّد اعزاز

مُحمّد گولڈ سنٹر عقب سنگھار سنٹر ○ فسٹ فلور دھوبی منڈی فون:
پرانی انارکلی لاہور 7240181

عالمی خبریں

یورپی ممالک میں ہزاروں افراد کا فلسطینیوں کی حمایت میں مارچ

پیرس (اے ایف پی) فرانس، جرمنی اور دیگر یورپی ممالک میں ہزاروں لوگوں نے گزشتہ روز فلسطینیوں اور ان کے لیڈر یاسر عرفات کی حمایت میں مارچ کیا۔ وسطی پیرس میں تقریباً ایک ہزار افراد نے اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون کی ''جنگی منطق'' کے خلاف بطور احتجاج مظاہرہ کیا۔ فرانس کے دوسرے بڑے شہر لیون میں تقریباً ساڑھے پانچ ہزار افراد نے فلسطینیوں کی حمایت میں مظاہرہ کیا۔ سٹاک ہوم میں تقریباً دوسو مظاہرین نے اسرائیلی اور امریکی سفارتخانوں کے سامنے مارچ کیا اور بائیں بازو کے بعض شدت پسندوں نے دکانوں پر حملہ کر کے اسرائیلی مصنوعات تباہ کر دیں۔ اوسلو میں تقریباً ڈیڑھ سو افراد نے پر امن مظاہرہ کیا اور اسرائیلی اشیاء کے بائیکاٹ پر زور دیا۔ جرمنی کے دارالحکومت برلن میں تقریباً آٹھ سو افراد نے فلسطینیوں کی حمایت میں ریلی نکالی۔ شہر میں یہودی اسٹیبلش منٹس کے گرد حفاظتی انتظامات سخت کر دیے گئے۔ مشرقی فرانس کے شہر سٹرابرگ میں پارٹی آف فرنچ مسلمز کی کال پر دو سے تین ہزار افراد نے مظاہرہ کیا جس میں جرمنی اور بلجیئم کے لوگ بھی شریک ہوئے۔ اس موقع پر شریک بعض افراد کی جانب سے مارچ میں یہودی مخالف نعروں پر مقررین نے کہا کہ ان کی لڑائی یہودیوں کے نہیں، اسرائیلی پالیسیوں کے خلاف ہے۔ جنوبی فرانس میں مارسیلی شہر جہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد مقیم ہے، میں بھی فلسطینیوں کے حق میں ڈیڑھ ہزار سے زائد افراد نے مظاہرہ کیا۔ انہوں نے امریکی صدر اور اسرائیلی وزیر اعظم کے خلاف نعرے لگائے۔ میونخ میں ایسٹر مارچ میں شریک افراد نے فلسطینیوں کی حمایت کی۔ ایتھنز میں تقریباً ایک درجن ارکان پارلیمنٹ نے اسرائیلی سفارت خانے کے سامنے مظاہرہ کیا اور رملہ سے اسرائیلی فورسز کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ یونان میں اسرائیل کے سفیر ڈیوڈ شاسن نے ان مظاہرین سے ملنے سے انکار کر دیا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور یکم اپریل ۲۰۰۲ء)

☆

سویڈن اور ناروے میں اسرائیلی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم

سٹاک ہالم (اے ایف پی) فلسطینی شہروں پر اسرائیلی فوج کے خونریز حملوں پر سویڈن اور ناروے میں شدید ردِ عمل پایا جاتا ہے اور دونوں ملکوں میں اسرائیلی اشیاء کے بائیکاٹ کی مہم شروع کر دی گئی ہے۔ سویڈن کے ممتاز اخبار میں اہم تعلیمی سیاسی ثقافتی اور انسانی حقوق کی ۳۴ شخصیات کے دستخطوں سے ایک اپیل شائع ہوئی ہے جس میں عوام سے اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۵ اپریل ۲۰۰۲ء)

ضربت علیہم الذلت والمسکنۃ

عبادت گاہوں وقبرستانوں پر حملے، دنیا میں یہودیوں کے خلاف نفرت بڑھ گئی

کیف ۔سٹراسبرگ (اے ایف پی) گزشتہ روز یوکرائن کے دارالحکومت کیف میں یہودیوں کی عبادت گاہ اور جرمنی میں قبرستان پر حملہ کیا گیا جس سے دنیا میں یہودیوں کے خلاف بڑھتی ہوئی نفرت کا پتہ چلتا ہے۔تفصیلات کے مطابق کیف میں ۵۰ نوجوانوں نے یہودیوں کی عبادت گاہ پر شدید پتھراؤ کیا اور عبادت کے بعد باہر نکلنے والے یہودیوں کو شدید زدوکوب کیا، جس کے نتیجے میں بچوں سمیت متعدد افراد زخمی ہوگئے۔ربی اسمن نے اس حملے کو فلسطینیوں کے خلاف اسرائیلی فوجی کارروائی کا ردعمل قرار دیا۔ پولیس نے موقع پر پہنچ کر ۸ نوجوانوں کو گرفتار کرلیا۔یوکرائن میں ۵ لاکھ یہودی آباد ہیں۔جرمنی کے شہر سٹراس برگ میں نامعلوم افراد نے یہودیوں کے قبرستان پر حملہ کر کے ۲۱ قبروں کو شدید نقصان پہنچایا۔ جرمنی میں پہلے بھی ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔پولیس نے اس واقعہ میں ملوث ملزموں کی تلاش شروع کر دی ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۱۵ اپریل ۲۰۰۲ء)

☆

اسرائیل ٹوٹ رہا ہے

تل ابیب (آئی پی پی) فلسطینی عوام پر اسرائیل کے ظلم وستم اور فلسطینیوں کے فدائی حملوں کے باعث اسرائیلی معیشت دم توڑ گئی ہے۔گزشتہ ڈیڑھ برس میں پانچ ارب ڈالر کا نقصان ہوا اور اسرائیلی ملک چھوڑ کر فرار ہونے لگے۔ایک رپورٹ کے مطابق فلسطینی عوام پر اسرائیل کے ظلم وستم بڑھتے جا رہے ہیں اور فلسطینی مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے اب اس قدر عادی ہوگئے ہیں کہ خوف ان کے پاس سے بھی نہیں گزرتا۔اسرائیلی اخبارات نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اسرائیل ٹوٹ رہا ہے۔اسرائیل کے کثیرالاشاعت اخبار "ہرٹز" کی رپورٹ کے مطابق جنرل شیرون مایوسی کا جنرل ہے۔دیگر اسرائیلی اخبارات نے فلسطینیوں کی تحریک مزاحمت اور خودکش حملوں سے اسرائیلی علاقوں میں خوف وہراس، فوج میں اسرائیلی نوجوانوں کا بھرتی سے انکار اور چند ماہ میں ۱۰ ہزار افراد کے ترک وطن اور سینکڑوں کارخانوں کے بند ہونے کے پس منظر کو نمایاں طور پر شائع کیا ہے۔اسرائیلی سٹیٹ بنک کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق ۱۸ ماہ میں اسرائیلی معیشت کو پانچ ارب ڈالر کا نقصان پہنچا ہے جب کہ سیاحت کے شعبہ میں اسرائیل کو ڈیڑھ ارب ڈالر کا خسارہ برداشت کرنا پڑا۔۱۰۰ سے زائد فیکٹریاں مکمل طور پر بند ہوگئیں جبکہ ۳۰۰ کارخانوں میں کام معطل رہا۔ صنعتی پیداوار میں ۴۱ فیصد کی کمی واقع ہوئی۔ بجٹ میں

خسارہ ۶۰٪ سے بڑھ کر ۲ فیصد ہو گیا۔ افراطِ زر صفر سے بڑھ کر ۵.۳ فیصد تک جا پہنچا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اسرائیل میں لازمی فوجی سروس سے انحراف کی شرح میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۹۸۶ء میں اسرائیلی فوج میں شمولیت اختیار کرنے والوں کی شرح ۹۳ فیصد تھی جبکہ ۲۰۰۲ء میں صرف ۱۷ فیصد رہ گئی ہے۔ ہر روز سینکڑوں اسرائیلی وطن چھوڑ کر دیگر ممالک کا رخ کر رہے ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۲ر اپریل ۲۰۰۲ء)

☆

اب تمہاری خیر نہیں واپس آجاؤ، فرانسیسی یہودیوں کو اسرائیل کا مشورہ

مقبوضہ بیت المقدس (ریڈیو نیوز) اسرائیل کے نائب وزیر اعظم ایلی ویشائل نے فرانس میں آباد یہودیوں سے مال اسباب سمیٹ کر اسرائیل آنے کے لیے کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ فرانس میں اب یہودیوں کی خیر نہیں ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۳ر اپریل ۲۰۰۲ء)

☆

طبلِ جنگ

اسرائیل سے فیصلہ کن جنگ کے لیے ہمسایہ ممالک ہماری فوج کو راستہ دیں : یمنی صدر

معنا (اے ایف پی) یمن کے صدر علی عبداللہ صالح نے اسرائیل اور فلسطین کے ہمسایہ عرب ممالک سے اپیل کی ہے کہ وہ یمنی فوج کو فلسطینیوں کے شانہ بشانہ لڑنے کے لیے راہداری کی سہولت فراہم کر دیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۱ر اپریل ۲۰۰۲ء)

☆

گھٹنے ٹک گئے !!

امریکہ نے اپنے دو شہریوں کی رہائی کے لیے ابوسیاف گروپ کو ۳۰ لاکھ ڈالر ادا کر دیئے

منیلا (رائٹر) امریکہ نے فلپائن کے ابوسیاف گروپ جسے القاعدہ کے ساتھ جوڑا جاتا ہے، سے اپنے دو شہریوں کی رہائی کے لیے ۳۰ لاکھ ڈالر بطور تاوان ایڈوانس ادا کر دیئے۔ جزیرہ باسیلان کے لوگوں نے اس کی تصدیق کی ہے لیکن فلپائن کی حکومت کا کہنا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ امریکہ مشنری مارٹن اور گریشیا ابھی تک ابوسیاف گروپ کی قید میں ہیں امریکی عہدیداروں نے بھی تاوان ادا کرنے کی تصدیق کر دی ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ر اپریل ۲۰۰۲ء)

برطانوی حکومت نے مقبوضہ کشمیر اور افغانستان میں قادیانیت پھیلانے کا ٹاسک دے دیا

لاہور (نیوز ڈیسک) یہاں پہنچنے والی اطلاعات کے مطابق برطانوی حکومت نے مرزا طاہر احمد قادیانی کو مقبوضہ کشمیر اور افغانستان میں بڑے پیمانے پر قادیانیت پھیلانے کا ٹاسک دے دیا ہے اور قادیانیوں نے اس ضمن میں کوششیں شروع کر دی ہیں۔ معتبر ذرائع کے مطابق ٹاسک ملنے کے بعد مرزا طاہر احمد نے ربوہ میں موجود قادیانیوں کے ۱۰ امبلغیز سنی کمیٹی کو لندن طلب کر لیا ہے۔ امکان ہے کہ وہ مئی کے پہلے ہفتے لندن پہنچیں گے۔ انہیں بعد میں افغانستان اور کشمیر بھیجا جائے گا۔ ان ذرائع کے مطابق برطانوی حکومت کی اہم رکن کلارے شارٹ نے ۸/اپریل کو مرزا طاہر احمد سے تفصیلی ملاقات کی جس میں مرزا احمد سے تفصیلی ملاقات کی جس میں مرزا طاہر احمد قادیانی بھی شریک تھا۔ مذکورہ ملاقات میں برطانوی عہدیدار نے کہا کہ برطانوی حکومت کی یہ خواہش ہے کہ مقبوضہ کشمیر اور افغانستان میں تیزی سے قادیانیت پھیلائی جائے تاکہ وہاں مسلمانوں کی اکثریت کو ختم کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ افغانستان میں عیسائیت کی تبلیغ میں ناکام ہو چکا ہے اسی لیے افغانستان اور مقبوضہ کشمیر میں قادیانیت پھیلا کر مسلمانوں کی اکثریت کو توڑا جائے۔ ذرائع کے مطابق مرزا طاہر احمد نے برطانوی عہدیدار سے کہا کہ وہ پاکستانی اور بھارتی حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ قادیانیت کو تسلیم کریں۔ پاکستانی حکومت قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ واپس لے۔ اس برطانوی عہدیدار نے مرزا طاہر کو یقین دلایا کہ ان کی حکومت اس بارے میں پاکستان اور بھارت سے بات کرے گی۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۳/اپریل ۲۰۰۲ء)

☆

کشمیر میں دینی مدارس دہشت گردی میں ملوث نہیں: بھارتی حکام

سری نگر (اے ایف پی) کشمیر میں تعینات بھارتی سیکورٹی حکام نے کہا ہے یہاں موجود دینی مدارس کسی بھی دہشت گردی میں ملوث نہیں ہیں اور ان کا کشمیریوں کی تنظیم کل جماعتی حریت کانفرنس سے کوئی تعلق نہیں ہے وادی کے پولیس چیف کمانڈر راجندر نے اے ایف پی کو بتایا کہ ہم نے آج تک کوئی عسکریت پسند ایسا نہیں پکڑا جس کا تعلق کسی دینی مدرسے سے ہو۔ انہوں نے کہا کہ سیکورٹی ایجنسیوں کو مدارس کے کام کرنے پر اعتراض نہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۴/اپریل ۲۰۰۲ء)

قسط : ۱

ہندوستان کی مغلیہ سلطنت اور عیسائی

﴿سید صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب﴾

عیسائیوں نے ہندوستان کے مسلمانوں اور ان کے حکمرانوں کے ساتھ جو سلوک کیا اس پر بھی ایک سرسری نظر ڈالنے کی ضرورت ہے، ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں نے یہاں جس مذہبی رواداری کے ساتھ حکومت کی اس کی تاریخ ہم تین جلدوں میں لکھ چکے ہیں، ان تفصیلات کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں، مگر انگریزوں نے ان کی نرمی، لینت اور فراخ دلی سے جس طرح فائدہ اُٹھایا، اور پھر یہاں اقتدار پانے کے بعد مسلمانوں پر جو مظالم کیے ان کے کچھ موٹے واقعات سرسری طور پر یہاں پر قلم بند کیے جاتے ہیں، ان عیسائی حکمرانوں نے جو یہاں پورے ہندوستان پر ستم ڈھائے اور جو اقتصادی لوٹ کھسوٹ کی، اس کی پوری تفصیلات تو کے، ڈی باسو کی رائز آف دی کرسچین پاوران انڈیا کی پانچ جلدوں اور رمیش چنادرت کی ہندوستان کی اقتصادی تاریخ میں ملے گی، ہم یہاں صرف ان واقعات کی طرف اشارہ کریں گے جن کا تعلق یہاں کے مسلمانوں سے رہا۔

اکبر نے اپنے دربار میں عیسائیوں کو آنے کی اجازت دے رکھی تھی اور اس کے عبادت خانہ میں جو مباحث ہوتے تھے ان میں عیسائی پادری بھی شریک ہوتے، وہ دربار میں انجیل بھی لاتے اکبر نے اس کا ترجمہ فارسی میں بھی کرایا، یہ پادری عقیدہ تثلیث کے حق ہونے پر دلیلیں پیش کرتے اور نصرانیت کو سچا مذہب قرار دینے کی کوشش کرتے، بعض اوقات اپنی حد سے بڑھ کر نعوذ باللہ دجال ملعون اور حضرت خیر النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں مشابہت بھی دکھاتے، اکبر ان کو خاموشی سے سن لیتا، ان پادریوں نے دربار میں کھلم کھلا عیسائیت کی ترویج بھی کرنی شروع کردی۔ شہزادہ مراد نے ان سے کچھ سبق بھی پڑھے، شیخ ابوالفضل کو جب انجیل کے ترجمہ کا حکم دیا گیا تو اس نے بسم اللہ کے بجائے یہ لکھا :

"اے نامی وے ژژو کرستو"

یعنی اے وہ ذات کہ تو بڑا مہربان اور بہت کچھ بخشنے والا ہے

شیخ فیضی نے اس کا دوسرا مصرع یہ کہا :

"سبحانک لاسواک یاہو"

ان پادریوں میں یہ غلط فہمی پیدا ہونے لگی تھی کہ اکبر نے عیسائی مذہب قبول کرلیا، لیکن جب ان کو معلوم ہوا کہ

ایک مسلمان کی حیثیت سے مرا تو ان کو بڑا دکھ ہوا۔

جہانگیر کے زمانہ میں انگلستان کے بادشاہ جیمس اول کی طرف سے ۱۶۱۵ء میں طاس سفیر بن کر آیا تو شاہی دربار میں اس کا بڑا اعزاز کیا گیا، اور رفتہ رفتہ وہ جہانگیر سے اتنا قریب ہوا کہ وہ اپنے خلوت کے جلسوں میں بھی اس کو بلایا کرتا تھا۔ جس کے بعد اس نے بادشاہ سے یہ رعایت حاصل کی کہ انگریزی مال پر کوئی محصول عائد نہ کیا جائے۔ جہانگیر نے اپنی شرافت اخلاق سے یہ مراعات تو دے دیں مگر کیا معلوم تھا کہ یہ ہندوستان کی غلامی اور مغلیہ سلطنت کے سقوط کا ذریعہ بن جائے گی۔

۱۶۵۰ء میں بنگالہ کے صوبیدار نے انھیں وہاں تجارت کرنے اور ہگلی اور قاسم بازار میں کوٹھیاں بنانے کی بھی اجازت دی جس سے ان کے حوصلے اور بڑھے، پھر اورنگ زیب کے زمانہ تک آتے آتے انھوں نے سورت میں بھی اپنی فیکٹریاں بنالیں، اس وقت تک ان کی ایسٹ انڈیا کمپنی بہت بااثر ہوتی گئی، اور اب یہ کمپنی اپنی تجارت کو محفوظ کرنے کی خاطر پختہ حصار بھی بنانے لگی اور خاموش تجارت کرنے کے بجائے قلعہ بند تجارت کرنے کی طرف مائل ہوگئی، ان کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو دیکھ کر بنگال کے صوبہ دار نواب شایستہ خان نے اپنے علاقہ میں ان کے مال پر محصول لگا دیا تو وہ جنگ کرنے پر آمادہ ہوگئے اور دس جہازوں میں فوج کے دستے انگلستان سے منگوائے۔ اسی زمانہ میں منتخب اللباب کے مصنف خافی خان کا بیان ہے کہ گنج سوائی نام کے بادشاہی جہاز کو انگریزوں نے لوٹ لیا اور اس کے مسافروں کو برہنا کرکے تلاشی لی، اس پر جو عورتیں تھیں وہ اپنی بے حرمتی سے بچنے کے لیے سمندر میں کود پڑیں یا خنجر مار کر اپنے کو ہلاک کرایا اورنگ زیب کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے سورت کے متصدی اعتماد خان کو حکم دیا کہ انگریز گماشتے قید میں ڈال دیے جائیں اور بمبئی کے جزیرے سے انھیں دربدر کر دیا جائے (منتخب اللباب ج ۲ ص ۴۲۸۔ ۴۲۱)۔ ہگلی اور قاسم بازار کے انگریزوں کو کوٹھیاں چھوڑنی پڑیں وہ سورت اور مچھلی پٹم سے نکال دیے گئے مگر انھوں نے مغلوں کے حکام کی رواداری اور نرمی سے فائدہ اُٹھایا، انھوں نے ڈیڑھ لاکھ روپے سالانہ ادا کرنا قبول کیا تو پھر ان کو تجارت کرنے کی اجازت مل گئی، انھوں نے بنگال کے صوبہ دار سے تین گاؤں خرید لیے، جہاں اپنے تجارتی مال کی حفاظت کے بہانے سے چاردیواری تعمیر کرائی جو بعد میں فورٹ ولیم کہلانے لگی اور یہ انگریزوں کی سامراجی سازشوں کا بہت بڑا مرکز بن گیا۔

فرانسیسی بھی ہندوستان کی فضا میں منڈلا رہے تھے، انھوں نے نواب ارکاٹ سے ہر قسم کے فوائد حاصل کیے، لیکن جب ان کی قوت بڑھنے لگی تو انگریز خوف زدہ ہوئے، فرانس کا فرماں روا نپولین اعظم تو اپنی فتوحات کے غرور میں یہ بھی ارادہ رکھتا تھا کہ مصر کو فتح کرتا ہوا وہ مشرق پہنچے اور وہ (ایسا مشرقی امپائر قائم کرے جس میں ہندوستان بھی شامل ہو اس خطرہ کو محسوس کرکے انگریز اس سے بھی برسرپیکار رہوئے اور واٹرلو کی جنگ میں اس سے لڑ کر اس کو قیدی بنایا اور سینٹ ہلنا

بھیج کر اس کو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے پر مجبور کیا وہ فرانسیسوں سے برابر لڑتے رہے، دکن میں نواب نظام الملک آصف جاہ، نواب ناصر جنگ، مظفر جنگ، چندا صاحب، نواب صلابت جنگ پہلے فرانسیسیوں کی ریشہ دوانیوں کے شکار رہے۔ ۱۷۵۱ء میں کلائیو نے الکاٹ پر حملہ کیا، اور اس پر قابض ہو گیا، اس کے بعد وہ فرانسیسوں سے برابر لڑتے رہے۔

کلائیو کو بنگالہ میں بھی اس کی چالبازیوں سے کامیابی حاصل ہوئی، ۱۷۵۲ء میں نواب علی وردی خان کے بعد اس کا نواسہ سراج الدولہ جانشین ہوا، مغلیہ سلطنت کی کمزوری کی وجہ سے نواب علی وردی خان نے بنگالہ میں خود مختار ریاست قائم کر لی تھی، نواب سراج الدولہ کے مخالفوں کی حمایت انگریز کرنے لگے تو سراج الدولہ نے ان کے خلاف لشکر کشی کی مگر یہ انسانی تاریخ کا بہت ہی شرمناک واقعہ ہے۔ انگریزوں نے سراج الدولہ کے درباریوں میں سے امی چند اور میر جعفر کو غداری کرنے پر آمادہ کیا۔ امی چند سے ایک فرضی اور جھوٹا وعدہ کیا کہ وہ اس کو تین لاکھ روپے دیں گے اور میر جعفر کو بنگال کا حاکم بنانے کا وعدہ کیا، سراج الدولہ اور انگریزوں سے لڑائی ہوئی، آخر میں میر جعفر کی غداری سے وہ ہارا اور مارا گیا، میر جعفر کو بنگال کا حاکم بنایا مگر اس کو بیس لاکھ روپے تو صرف کلائیو کو نذرانہ دینے پڑے اور پھر ایسٹ انڈیا کمپنی کے اور عہدیداروں کو بھی بے شمار روپے دیے، کشتیوں میں بھر بھر کے روپے اور زر و جواہرات کلکتہ بھیجے گئے چوبیس پرگنہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالہ کر دیا گیا، میر جعفر بنگال کا حاکم تو بن گیا مگر جب انگریزوں کو دکن میں کامیابی حاصل ہوئی اور ولندیزیوں کو بنگال سے نکال دیا تو انھوں نے میر جعفر کو تنگ کرنا شروع کیا، جو انھیں روپے دیتے دیتے تھک چکا تھا اس نے بردوان، مدناپور اور چاٹ گام کے علاقے بھی اپنی نوابی کی خاطر دے دیے تھے مگر پھر بھی انگریز اس سے مطمئن نہ تھے اور اس کو علیحدہ کر کے اس کے داماد میر قاسم کو بنگال کا حاکم بنایا مگر کچھ دنوں کے بعد انگریز اس کے بھی خلاف ہو گئے اور جب وہ پٹنہ کے مقام پر ان سے لڑا تو شکست کھا گیا کیونکہ انگریزوں نے اس کے حامیوں کو بھی اس سے غداری کرنے پر آمادہ کر لیا، پھر میر قاسم نے ادھر اُدھر پناہ لے کر دہلی کے پاس اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی، انگریزوں کی قوت بڑھ رہی تھی تو انھوں نے دہلی کے حکمراں شاہ عالم سے ٹکر لی اور ۱۷۶۴ء میں بکسر کی لڑائی میں اس کو شکست دی اور جب صلح ہوئی تو انگریزوں نے بنگال، اڑیسہ اور بہار لے کر چھبیس لاکھ روپے سالانہ کی مالگواری ادا کرنے کا وعدہ کیا اس کے بعد ان کی آویزش مرہٹوں سے ہوئی اور وہ ان کو بھی شکست دیتے رہے، ۱۷۸۱ء تک آتے آتے انگریزوں کا قبضہ احمد آباد، گوالیار بیسن اور پونا پر ہو گیا، گو آگے چل کر مرہٹوں نے یہ علاقے ان سے واپس لے لیے، ان لڑائیوں میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے اخراجات کافی ہو رہے تھے۔ سرمایہ کی کمی ہوئی تو انگریزوں نے راجہ بنارس کا استحصال شروع کیا۔ اس راجہ سے بائیس لاکھ روپے سالانہ لے کر انگریزوں نے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا، اس رقم کو بڑھانے پر اصرار کیا تو اختلاف ہو گیا انگریزوں نے اس کو معزول کر دیا، اور اس کے خاندان کے ایک دوسرے فرد کو بٹھا کر سالانہ خراج کی رقم بڑھا دی، پھر بھی ان کے

اخراجات پورے نہیں ہوئے تو انھوں نے نواب اودھ کی طرف نظر اُٹھائی، ان کی ایک امدادی فوج اودھ میں متعین تھی، اس کے مصارف نواب کے ذمہ تھے جو نواب سے باقاعدہ ادا نہیں ہوئے تو انگریزوں نے ان کی بیگمات کے زیورات، جواہرات، مال ومتاع اور جاگیریں چھین لیں۔

ارکاٹ پر بھی انگریز اپنی چالبازیوں سے مسلط ہو گئے تھے، وہاں کے نواب محمد علی کو اپنا باج گزار بنا لیا تھا اور وہاں جو اپنی فوج رکھ چھوڑی تھی اس کے مصارف نواب محمد علی کمپنی ہی کے ملازمین سے سودی روپے قرض لے ادا کر رہا تھا اور اس سودی قرض کے عوض کوئی پرگنہ یا علاقہ رہن رکھ دیتا تھا، بالآخر انگریزوں نے اس کو بھی مجبور کر کے ارکاٹ کی ریاست کی مال گزاری کو وصول کرنے کا اختیار اپنے ذمہ لے لیا اور اس کو اس کے خانگی مصارف کے لیے کچھ رقمیں دینے لگے۔

اب وہ میسور کی طرف متوجہ ہوئے اس کے فرماں روا سلطان حیدر علی کو تو وہ اپنی لڑائیوں میں زیر نہ کر سکے، لیکن ۱۷۹۹ء میں انگریزوں نے سرنگا پٹم میں سلطان ٹیپو سے لڑ کر اس کو بے دردی سے شہید کیا، سلطان بھی بڑی جانبازی سے ہاتھ میں تلوار لیے جان بحق ہوا۔ یہ لڑائی لارڈ ویلزلی کے زمانہ میں ہوئی، جس کے بعد وہ فخر سے کہا کرتا تھا کہ ہندوستان اپنے امن وامان کی خاطر پورا ملک انگریزوں کے حوالے کر دے، اسی میں یہاں کے لوگوں کی فلاح و بہبود ہے۔ اسی بہانے انگریزوں نے دکن کے نظام الملک سے ۱۸۰۰ء میں معاہدہ کیا کہ ریاست حیدر آباد میں انگریزوں کی جو فوج وہاں کی حفاظت کے لیے متعین ہے اس کی تعداد بڑھا دی جائے، اور اس کے مصارف کے لیے وہ تمام علاقے ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے کر دیے جائیں جو سلطنت میسور کی تقسیم کے وقت نظام الملک کو دیے گئے تھے، پھر ارکاٹ یعنی کرناٹک کے نواب محمد علی کی وفات ہوئی تو پہلے اس کا بیٹا ۱۷۹۵ء میں نواب عمدۃ الامراء اس کا جانشین ہوا۔ ۱۸۰۱ء میں اس کی وفات ہوئی تو اس کے بیٹے علی حسین کو اپنا وظیفہ خوار بنا کر رکھنا چاہا، اس نے انکار کیا تو اس کے ایک رشتہ دار عظیم الدولہ کو وہاں کا نواب اس شرط پر بنایا کہ وہ اپنا سارا اختیار کمپنی کے حوالہ کر دے۔ اس کے بعد لارڈ ولزلی نواب اودھ کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں کے کمزور نواب پر دباؤ ڈالا کہ وہاں کی انگریزی فوج کی تعداد دس ہزار سے زیادہ بڑھا دی جائے اور اس کے مصارف کے لیے دوآب اور روہیل کھنڈ کے علاقے انگریزوں کے حوالہ کر دے، اس طرح نواب اودھ کا آدھا علاقہ انگریزوں کے تسلط میں آگیا۔

پھر تقریباً چالیس برس تک انگریز مرہٹوں اور سکھوں سے لڑتے رہے اور انھوں نے افغانستان کو بھی ۱۸۳۹ء میں فتح کرنے کی ناکام کوشش کی وہاں ان کو کامیابی نہیں ہوئی، انھوں نے سندھ کے امیروں پر یہ الزام رکھا کہ انھوں نے انگریزوں کی فوج کی رسد رسانی کا ٹھیک انتظام نہیں کیا اور فوج کی کوچ میں رخنہ ڈالا، اور پھر وہاں کے امیروں کو اتنا تنگ کیا کہ وہ لڑنے پر آمادہ ہو گئے لیکن انگریزوں نے ۱۸۴۳ء میں ان کی قوت توڑ کر رکھ دی۔

انگریزوں کی چالبازیوں سے ہندوستان کا پورا علاقہ ان کے قبضہ میں آگیا تو ۱۸۵۷ء میں یہاں کے لوگوں کو محسوس ہوا کہ سات سمندر پار ایک بیرونی قوم کے وہ غلام ہوگئے ہیں، تو وہ کوہ آتش فشاں کی طرح ان کے خلاف پھٹ پڑے، اور پھر جو کچھ ہوا اس کی تفصیل بڑی ہی ہولناک ہے، جو کئی جلدوں میں بھی قلمبند نہیں کی جاسکتی، یہاں پر ایک انگریز مورخ ہی کے حوالہ سے اس کی ایک جھلک دکھائی جاتی ہے۔

سر جون نے اپنی ہسٹری آف سی پوائی وار میں لکھا ہے کہ :

بغاوت کے نام سے مجرموں کے ساتھ عورتیں اور بچے ہلاک کیے جارہے تھے، ان کو قصداً پھانسی نہیں دی جاتی، بلکہ وہ اپنے گاؤں میں آگ میں ڈال کر جلا دیے جاتے، یا ان کو گولی ماردی جاتی انگریز یہ فخر کرنے میں نہیں ہچکچاتے کہ انھوں نے کسی کو نہیں چھوڑا، ہلاک کرنا ان کے لیے خوشگوار تفریح تھی تین مہینے تک روزانہ لاشوں کی آٹھ گاڑیاں صبح سے شام تک ان مردوں کو لاتیں جو راہوں اور بازاروں میں لٹکی دکھائی دیتیں۔ [1]

مغلوں کے آخری فرمان روا بہادر شاہ ظفر اور ان کے شہزادوں کے ساتھ جو انتہائی سفاکانہ سلوک ہوا، وہ انسانیت کی انتہائی دردناک تاریخ ہے۔ ایک فوجی افسر ہڈسن نے بہادر شاہ ظفر کے شہزادوں میں سے مرزا مغل، مرزا خضر خاں، مرزا ابوبکر اور مرزا عبداللہ کو ہمایوں کے مقبرے میں گرفتار کیا، ان کو رتھ پر سوار کیا، ایک میل چل کر ان کو رتھ پر سے اُتار دیا، اور ان کو اپنے کپڑے اتارنے کا حکم دیا، پھر اپنے ہاتھ سے تین گولیاں ان کے سینوں پر ماریں اور شہ رگ کو سنگین سے چیر دیا، کوتوالی میں لاکر ان کی نعشوں کو زمین پر ڈال دیا۔ کہا جاتا ہے کہ ہڈسن نے ان کو قتل کرکے ایک چلو خون یہ کہہ کر پیا کہ اگر میں ان کا خون نہ پیتا تو میرا دماغ خراب ہوجاتا، شہزادوں کے سر کاٹے گئے، اور یہ بادشاہ کے سامنے لائے گئے، ہڈسن نے کہا: یہ آپ کی نذر ہے جو بند ہوگئی تھی اور جس کو جاری کرانے کے لیے آپ نے غدر میں شرکت کی، بہادر شاہ نے جوان بیٹوں اور جوان پوتوں کے کٹے ہوئے سر دیکھے تو حیرت انگیز استقلال کے ساتھ ان کو دیکھ کر منھ پھیر لیا اور کہا کہ الحمدللہ تیمور کی اولاد ایسی ہی سرخرو ہوکر باپ کے سامنے آیا کرتی تھی، اس کے بعد شہزادوں کی لاشیں کوتوالی کے سامنے خونی دروازے میں لٹکا دی گئیں، جن کو ہزاروں آدمیوں نے دیکھا۔

---

[1] بحوالہ رائز آف کرسچین پاور ان انڈیا از کے۔ڈی۔باسو ج ۵، ص ۲۸۵

دہلی کے آس پاس جتنے شہزادے ملے پکڑے گئے ان کی تعداد انتیس (۲۹) بیان کی جاتی ہے ان میں بوڑھے لنگڑے، بیمار سب کے سب پھانسی پر لٹکا دیئے گئے، سب سے زیادہ بوڑھا شہزادہ مرزا قیصر ابن شاہ عالم ثانی اکبر شاہ کا بھائی تھا، اور مرزا محمود شاہ اکبر کا پوتا وجع المفاصل میں مبتلا تھا۔ اس کو بھی پھانسی دی گئی اور اس کی لاش لٹکتی ہوئی دکھائی گئی، جو شہزادے قید میں ڈال دیے گئے ان پر سخت مظالم ہوتے رہے۔ زینت محل کے والد بزرگوار نے جیل ہی میں وفات پائی، بہادر شاہ کے دو لڑکوں مرزا بختاور اور مینڈھو پر مقدمہ قائم کیا گیا، پھر ان کو گولی ماردی گئی، اور ان کی لاشیں کوتوالی میں لٹکائی گئیں، اسی طرح شاہی خاندان کے چوبیس افراد پھانسی پر لٹکائے گئے، ان میں بادشاہ کے دو برادر نسبتی اور دو داماد تھے، بقیہ بادشاہ کے بھتیجے وغیرہ تھے۔

اوپر جو تفصیلات لکھی گئی ہیں ان کے لیے کسی حوالہ کی ضرورت نہیں، یہ ایسے کھلے ہوئے موٹے موٹے واقعات ہیں جو اسکول کی نصابی کتابوں میں بھی درج ہیں اور اس سلسلہ میں کسی مستند ضخیم کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو ان تفصیلات میں ایک سامراجی قوت کی ہولناکیوں، خون ریزیوں اور سفاکیوں کی اور بھی دردناک تصویریں ملیں گی۔

انگریزوں نے جس حکومت کو سفاکانہ طور پر ختم کیا اس کی بڑی لمبی تاریخ رہی ہے، اس نے ہندوستان میں ۳۳۰ برس تک حکمرانی کی لیکن اس کی پوری تاریخ میں ایسی سفاکی کی مثال نہیں ملے گی جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اس کی رواداری کی تاریخ خاکسار نے دو جلدوں میں لکھی ہے اور برطانوی راج کے زمانہ میں ہندو مورخین نے بھی مغل حکومت کی عدل پروری، نرمی، لینت، فراخ دلی اور رواداری کی تعریف کی ہے۔ ان کی تفصیل میری مذہبی رواداری کی دوسری اور تیسری جلدوں میں ملیں گی جن ناظرین کو یہ دونوں جلدیں کسی وجہ سے نہ مل سکیں ان کے لیے یہاں پر ایک دو اقتباسات درج کیے جاتے ہیں۔

پروفیسر رام پرشاد گھوسلا اپنی کتاب مغل کنگ شپ اینڈ نوبی لیٹی میں لکھتے ہیں :

مغلوں کے زمانہ میں عدل وانصاف میں جو اہتمام ہوتا اور جو ان کی مذہبی رواداری کی پالیسی تھی اس سے عوام ہمیشہ مطمئن رہے، اسلامی ریاست میں سیاست اور مذہب کا گہرا لگاؤ رہا ہے لیکن مغلوں کی مذہبی رواداری کیوجہ سے اس لگاؤ کی وجہ سے کوئی خطرہ پیدا نہیں ہوا، کسی زمانہ میں بھی یہ کوشش نہیں کی گئی کہ حکمراں قوم کا مذہب محکوموں کا بھی مذہب بنا دیا جائے حتی کہ اورنگ زیب نے بھی حصول ملازمت کے لیے اسلام کی شرط نہیں رکھی تھی ،مغلوں کے عہد میں Corporation Act جیسے قوانین منظور نہیں کیے گئے۔ ایلزبتھ کے زمانہ میں ایک ایسا

قانون تھا جس کے ذریعہ سے جبری طور پر عبادت کرائی جاتی تھی مغلوں کے زمانہ میں اس قسم کا کوئی جبر نہیں کیا گیا Bartholomew'sDay جیسے قتل عام سے مغلوں کی تاریخ کبھی داغدار نہیں ہوئی، مذہبی جنگ کی خون ریزی سے یورپ کی تاریخ بھری ہوئی ہے لیکن مغلوں کے عہد میں ایسی مذہبی جنگ کی مثال نہیں ملتی، بادشاہ مذہب اسلام کا محافظ اور نگہبان ضرور سمجھا جاتا، لیکن اس نے کبھی غیر مسلم رعایا کے عقائد پر دباؤ نہیں ڈالا۔ (ص ۲۹۷، ۱۹۳۴ء ایڈیشن)

پرمتھا سرن نے اپنی کتاب پرونشل گورنمنٹ انڈر دی مغلز میں لکھا ہے کہ مغلوں کی حکومت عروج کے زمانہ میں دنیا کی شاندار حکومتوں میں سے ایک تھی اور اس کی تمام معاصر حکومتوں میں اس سے زیادہ وسیع اور مستحکم کوئی حکومت نہ تھی اس نے ہندو مسلمان دونوں کو متحد کیا، اس کی کارکردگی ایسی تھی جس پر فخر کیا جاسکتا ہے، اٹھارہویں صدی عیسوی میں سر جان شور بہت بڑا مدبر گزرا ہے جو حکومت کے نظم ونسق میں بڑا ماہر سمجھا جاتا تھا، اس کا بیان ہے کہ جب ایسٹ انڈیا کمپنی برسر اقتدار ہوئی تو اس وقت صوبوں کے نظم ونسق میں ابتری ضرور تھی لیکن اس کا جو نظام تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مغلوں کی حکومت استحکام اور دانش مندی کی مضبوط بنیاد پر قائم تھی جس میں مختلف فرقوں کے حقوق کی پوری حفاظت تھی۔ ہندوؤں کے لیے قوانین ان ہی کے بنائے ہوئے تھے جن پر سختی سے عمل درآمد کرنے کی کوشش کی جاتی۔ (جاری ہے)

بزرگان دین کی زیر سرپرستی اعلیٰ، عمدہ، فینسی جلد سازی کا عظیم الشان مرکز

مدنی بک بائنڈنگ ہاؤس

جدید ٹیکنالوجی کا شاہکار اعلیٰ، دیدہ زیب، نفیس بائنڈنگ

برصغیر کا عظیم اور قدیم جلد ساز ادارہ

ہرقسم کی جلد مثلاً لیمینیشن، ڈائی دار، بکس والی خوبصورت جلد کے لئے تشریف لائیں

بازار سے بارعایت اور معیاری جلد سازی

زیر سرپرستی: حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ

43- بابا فرید روڈ نزد بریڈے ہال، فون: 7238252

از پروفیسر میاں محمد افضل صاحب

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد

بسلسلہ حج ۲۰۰۲ء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ! قارئین گرامی بندہ نے گزشتہ سال حج ۲۰۰۱ء کے سلسلہ میں حجاج کرام کی مادی اور رُوحانی مشکلات کے بارے میں ایک مضمون اپنی حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے بہ عنوان ''خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے'' تحریر کیا تھا جسے ماہنامہ ''الخیر'' ملتان، ماہنامہ ''انوارمدینہ'' لاہور اور ماہنامہ ''حق چاریار'' نے شائع کیا تھا لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ کے مصداق وزارتِ مذہبی امور کے کارپردازوں پر اس کا کوئی خاص اثر نہ ہوا۔

اس سال بندہ پھر حجِ بیت اللہ کی سعادت سے نوازا گیا۔ ۲۰۰۲۔۳۔۱۹ کو واپسی ہوئی۔ حجاج کرام کو بسوں پر لے جانے والے ڈرائیوروں کی من مانیاں حسب سابق جاری رہیں۔ حجاج کرام کی نمازوں کو قضا کرانے کا فریضہ انہوں نے باحسن وجوہ سرانجام دیا۔ حجاج کرام کی سرکاری رہائشوں کے بارہ میں بھی شکایات سننے میں آتی رہیں۔ غیر مقلدین کی احناف کے خلاف چیرہ دستیاں بھی حسبِ معمول جاری رہیں، ہاں اس سال مدینہ یونیورسٹی کے غیر مقلد طلباء کو مسجد نبوی کے اندر اور باہر حلقۂ درس قائم کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ غالبًا مولانا اسعد مدنی مدظلہ صدر جمعیت علماء ہند بھارت نے جو خط شاہ فہد کو لکھا تھا یہ اس کا اثر تھا۔ فللّٰہ الحمد

اس مرتبہ بھی حجاج کرام کو حج سے پہلے اور حج کے دوران ایسی کتابیں دی گئیں جن میں احناف کی مسلمات کے خلاف مسائل درج تھے، یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کے نوے فیصد سے زیادہ حاجی فقہ حنفی کے پیروکار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ عالم نہیں ہوتے جب ان کے درمیان ایسی کتابیں تقسیم کی جاتی ہیں جن میں فقہ حنفی کے خلاف مسائل درج ہوتے ہیں تو وہ پریشان ہوجاتے ہیں اور جس چیز میں اُن کو آسانی نظر آتی ہے اُس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح بعض لوگ الحاد و زندقہ کا شکار ہوجاتے ہیں اور کچھ اپنا حج خراب کرلیتے ہیں۔

حج سے واپسی کے موقعہ پر اس مرتبہ بھی غیر مقلدین کی تفسیر و ترجمہ والا قرآن پاک حجاج کرام میں تقسیم کیا گیا اور ساتھ ہی کچھ کتابیں دی گئی جن کا مقصدِ وحید عوام احناف کو فقہ حنفی سے بدظن کرکے اُن میں غیر مقلدیت کے جراثیم پیدا کرنا ہے۔ ہر حاجی کو ایک کیسٹ بھی دی گئی جس کا عنوان ''اہم دینی اسباق'' تھا اس میں وضو سے لے کر نماز جنازہ تک کے مسائل بیان کیے گئے ہیں جن میں بہت سے مسائل فقہ حنفی کے خلاف ہیں اور غیر مقلدین کے طریق کار کے

مطابق ہر مسئلہ کو قرآن وحدیث کا مسئلہ کہہ کر عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس مجلس میں بندہ صرف مذکورہ بالا کیسٹ میں بیان کیے گئے اُن مسائل کا ذکر کرے گا جو فقہ حنفی کے مفتٰی بہ اقوال کے خلاف ہیں تاکہ حجاج کرام اور دیگر حنفی مسلمان جو اس کیسٹ کو سنیں غلط مسائل پر عمل نہ کریں بلکہ اپنی نماز، نمازِ جنازہ اور وضو وغیرہ میں فقہ حنفی کے مسائل پر ہی عمل پیرا ہوں ۔ مجھے حیرت اور دکھ اس بات کا ہے کہ غیر مقلدین سعودی عرب میں جا کر خود کو سلفی کہلاتے ہیں اور سعودی علماء کو دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ سلف صالحین کے پیروکار ہیں حالانکہ غیر مقلدین کے نزدیک تقلید شرک اور تمام مقلدین مشرک ہیں وہ حنفی ہوں یا شافعی، مالکی ہوں یا حنبلی ۔ لیکن اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لیے وہاں تقلید کے خلاف کوئی بات نہیں کرتے ۔ سعودی علماء کو احناف سے بدظن کرنے کے لیے اُنہیں قبر پرست اور خالص توحید پر عمل نہ کرنے والے باور کراتے ہیں ۔ اس طرح سعودی علماء اور حکام کو دھوکہ دے کر احناف کے خلاف کتابیں اور رسالے شائع کر کے اپنی غیر مقلدیت کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ہماری حکومت بھی تساہل سے کام لیتی ہے حالانکہ ہماری وزارتِ مذہبی امور کا فرض ہے کہ وہ سوادِ اعظم اہل سنت والجماعت احناف کے حقوق کا تحفظ کرے اور سعودی حکومت کو غیر مقلدین کے نظریات سے مطلع کرے اور اُنہیں احناف حجاج کرام میں ایسی کتابیں اور کیسٹیں تقسیم کرنے سے منع کرے جن میں احناف کی مسلمات کے خلاف باتیں موجود ہوں ۔ ہمارے مذہبی امور کے وزیر جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب بڑے راسخ العقیدہ حنفی مسلمان ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ سعودی حکومت کو بتائیں کہ ہم احناف بحمد اللہ اہل سنت والجماعت راسخ العقیدہ مسلمان ہیں باقی مسلمانوں کی طرح ہم توحید باری تعالیٰ پر یقین کامل رکھتے ہیں ہمارے متعلق غیر مقلدین کا پروپیگنڈہ بے بنیاد ہے کہ ہم قبر پرست اور توحید خالص کے حامل نہیں ہیں ۔ ہمارے نزدیک آئمہ اربعہ کے تمام مقلدین اہل سنت والجماعت میں شامل ہیں جبکہ غیر مقلدین تقلید کو شرک اور مقلدین کو مشرکین میں شمار کرتے ہیں [1] چونکہ ان کی رفع یدین اور آمین بالجہر آپ حنابلہ کے ساتھ مشترک ہے اس لیے مادی فوائد کے حصول کے لیے اپنے آپ کو سلفی کہتے ہیں حالانکہ سلف صالحین کی اتباع ان کے ہاں شرک کے زمرہ میں آتی ہے اگر سعودی حکومت ہمارے حجاج کو جذبہ خیر سگالی کے تحت مذہبی لٹریچر دینا چاہتی ہے تو اس سلسلہ میں پاکستان کے حنفی علماء سے مشورہ کر کے ایسا لٹریچر فراہم کرے جن سے حنفی مسلّمات پر زد نہ پڑتی ہو اگر ہر حاجی کو تعلیم الاسلام کا مکمل سیٹ یا تفسیر عثمانی جیسی کوئی تفسیر دیا کریں تو تمام حجاج کرام حکومت سعودیہ کے ممنون ہوں گے اور احناف و حنابلہ کے درمیان الفت ومحبت کے رشتے استوار ہوں گے۔

تمہید خاصی طویل ہوگئی ہے۔ اب میں مذکورہ بالا کیسٹ میں بیان کردہ اُن مسائل کا ذکر کرتا ہوں جو فقہ حنفی کے

---

[1] پروفیسر حافظ محمد عبد اللہ کی کتاب " اصلی اہل سنت ص ۲۱ "

خلاف ہیں :

(۱) نماز کے واجبات میں **سمع اللہ لمن حمدہ** کہنا، امام کے لیے **ربنا لک الحمد** کہنا، امام اور مقتدی دونوں کے لیے قومہ میں مسنون دعائیں پڑھنا، رکوع میں **سبحان ربی العظیم** کہنا، سجدوں میں **سبحان ربی الاعلی** کہنا، دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) **رب اغفرلی** پڑھنا وغیرہ بیان کیا ہے حالانکہ ہمارے ہاں ان میں سے کوئی چیز بھی واجب نہیں ہے کیونکہ ترکِ واجب سے سجدہ سہو لازم آتا ہے اور مذکورہ بالا چیزیں اگر رہ جائیں تو نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو بھی لازم نہیں آتا کیونکہ مذکورہ بالا تمام باتیں ہمارے ہاں سنت ہیں۔

(۲) نماز کی سنتیں بیان کرتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ہمارے ہاں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **من السنۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرہ** دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا حضور اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ (ابوداؤد۔ مسند احمد)

(۳) نماز کی سنتوں کے ذیل میں رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کا ذکر کیا ہے حالانکہ ہمارے ہاں تکبیر تحریمہ کے علاوہ باقی تمام جگہوں پر رفع یدین منسوخ ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب اپنے شاگردوں کو حضور اکرم ﷺ جیسی نماز پڑھ کر دکھائی تو آپ نے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھائے بعد میں کسی جگہ ہاتھ نہ اُٹھائے۔ (نسائی ص ۱۵۸ ج ۱۔ ترمذی ص ۳۵ ج ۱)

(۴) نماز کو باطل کرنے والی اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اگر جان بوجھ کر نماز میں کلام کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر بھول کر یا ناواقفی کی وجہ سے نماز میں بات کر لی تو نماز باطل نہ ہوگی" حالانکہ ہمارے ہاں کلام مطلقاً مفسدِ نماز ہے دانستہ ہو یا بھول کر یا ناواقفی کی وجہ سے ہر صورت میں نماز باطل ہو جاتی ہے چنانچہ تعلیم الاسلام حصہ چہارم صفحہ ۴۰ پر یوں لکھا ہے۔ سوال: مفسدات نماز کیا کیا ہیں؟ جواب: (۱) نماز میں کلام کرنا چاہے قصداً ہو یا بھول کر تھوڑا ہو یا زیادہ ہر صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(۵) وضو کے فرائض کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وضو کے چھ فرائض ہیں حالانکہ ہمارے ہاں وضو کے چار فرض ہیں۔ چنانچہ تعلیم الاسلام حصہ دوم صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے۔ سوال: وضو کے فرض کتنے ہوتے ہیں؟ جواب: "وضو کے چار فرض ہیں"۔ اسی طرح آگے چل کر کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو بھی چہرہ دھونے میں شامل کر کے فرض قرار دے دیا ہے حالانکہ یہ دونوں کام سنت ہیں چنانچہ تعلیم الاسلام حصہ دوم صفحہ ۴۴ پر یوں لکھا ہے۔ سوال: وضو کی سنتیں کتنی ہیں؟ جواب: وضو کی تیرہ سنتیں ہیں..........(۵) تین بار کلی کرنا (۶) تین بار ناک میں پانی ڈالنا۔ ترتیب اور توالی (مسلسل دھونا)

کو بھی فرائض میں شامل کیا ہے حالانکہ ہمارے ہاں یہ دونوں کام سنت ہیں۔ چنانچہ تعلیم الاسلام حصہ دوم صفحہ ۴۵ پر وضو کی سنتوں کا ذکر کرتے ہوئے یوں لکھا ہے (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) پے درپے وضو کرنا کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھوئے۔

(۶) وضو کو توڑنے والی باتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اگر اگلی یا پچھلی شرم گاہ کو بلا حائل ہاتھ لگ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا'' حالانکہ ہمارے ہاں صرف شرم گاہ کو ہاتھ لگ جانا ناقص وضو نہیں ہے اسی طرح اُونٹ کا گوشت کھانے کو بھی ناقص وضو قرار دیا ہے۔ ہمارے ہاں یہ بھی ناقص وضو نہیں ہے۔

(۷) وضو کی شرائط میں نیت کرنا اور اختتام وضو تک نیت کا باقی رہنا بیان کیا ہے حالانکہ ہمارے ہاں نیت کرنا وضو کی شرط نہیں ہے۔ بلا نیت اگر چاروں عضو دھل گئے تو وضو ہو جائے گا ہاں نیت نہ کرنے کی وجہ سے وضو کا ثواب نہیں ملے گا چنانچہ مسائل بہشتی زیور ص ۱۰ پر یوں لکھا ہے۔ مسئلہ: جب یہ چار عضو جن کا دھونا فرض ہے دُھل جائیں گے تو وضو ہو جائے گا چاہے وضو کا قصد ہو یا نہ ہو...... لیکن وضو کا ثواب نہ ملے گا۔''

(۸) نماز جنازہ کے ذکر میں بیان کرتے ہیں کہ شہید کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ حالانکہ احناف کے نزدیک شہید کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ مسائل بہشتی زیور صفحہ ۲۱۰ پر شہید کے کفن وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں ''اور باقی احکام جو موتی کے لیے ہیں مثلاً نماز وغیرہ وہ سب اِن کے حق میں بھی جاری ہوں گے''۔

(۹) فرماتے ہیں میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں حالانکہ ہمارے ہاں بیوی تو خاوند کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ وہ عدت کے دوران مرحوم خاوند کی بیوی ہی ہوتی ہے لیکن خاوند اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔ چنانچہ مسائل بہشتی زیور صفحہ ۱۹۰ پر لکھا ہے۔ ''مسئلہ: کسی کا خاوند مر گیا تو اُس کی بیوی کو اُس کا نہلانا اور کفنانا درست ہے اور اگر بیوی مر جائے تو خاوند کو بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں البتہ دیکھنا درست ہے۔

(۱۰) فرماتے ہیں ''نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے''۔ حالانکہ ہمارے ہاں پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھنے کا حکم ہے چنانچہ مسائل بہشتی زیور صفحہ ۱۹۸ پر لکھا ہے۔ ''مسئلہ: نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں (۱) اللہ تعالی کی حمد و ثنا (۲) نبی اکرم ﷺ پر درود (۳) میت کے لیے دعا کرنا۔

(۱۱) فرماتے ہیں ''جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرے''۔ حالانکہ ہمارے ہاں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اُٹھاتے ہیں باقی تکبیروں کے ساتھ نہ امام ہاتھ اُٹھائے گا نہ مقتدی۔ چنانچہ مسائل بہشتی زیور صفحہ ۱۹۹ پر یہ مسئلہ بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔

(۱۲) فرماتے ہیں کہ امام نماز جنازہ پڑھاتے وقت مرد کے سر کے قریب اور عورت کے سینے کے مقابل کھڑا

(باقی صفحہ ۶۴)

جناب منظور احمد بڑھوی صاحب قسط : ۲
ڈیرہ اسماعیل خان

"ربٰو" کی حرمت
قرآن وسنت کی روشنی میں

سودی نظام کو پروان چڑھانے اور اس نظام کو غریب اور پسماندہ ممالک پر مسلط کرنے کے لیے بینکاری سرمایہ داری، اشتراکی نظام اور گلوبلائزیشن نے کلیدی کردار ادا کیا۔

اب ہم قدرے بسط سے ہر ایک صنف کا جائزہ لیں گے اور اس بات کو معلوم کریں گے کہ استعماری قوتوں نے کس طرح ملت اسلامیہ کے معاشی نظام کو تہس ونہس کیا ہے۔ آیئے ذرا پہلے بینکاری نظام کا جائزہ لیں۔

بینکاری نظام کی تاریخ :

شروع شروع میں لوگ اپنی دولت سونے کی شکل میں جمع کرتے، حفاظت کے لیے یہ سونا سنار لوگوں کے پاس جمع کردیتے تھے۔ سنار لوگوں کو سونے کے عوض رسیدیں جاری کردیتے تھے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد سونے کے بجائے انہی جاری کردہ رسیدوں پر کاروبار شروع ہوگیا۔ آخر کار بات بایں جارسید ان رسیدوں نے وہی حیثیت اختیار کرلی جو آج کل نوٹ کی ہے۔ کاروبار کی تمام نوعیت ان رسیدوں پر موقوف ہوگئی یعنی کاروبار ان رسیدوں پر رواں دواں ہوگیا۔ لالچ اور حرص کے مدنظر سنار لوگوں نے یہ چال بازی اپنائی کہ لوگوں کا امانت شدہ سونا سود پر چلانا شروع کردیا۔ اس سے سنار لوگ دوگنا فائدہ اٹھا رہے تھے۔ ایک طرف امانت رکھنے کا معاوضہ رنگے ہاتھوں وصول کرتے دوسری طرف سود کی رقم سے لوگوں سے دوگنی رقم وصول کرتے رہتے تھے۔ پھر ان سناروں نے خباثت کا مزید قدم آگے بڑھایا اپنی پاس رکھی ہوئی امانتوں کی بیشمار جعلی رسیدیں بنا کر کاغذی سکے کی حیثیت سے چلانا شروع کردیں تاکہ لوگوں سے مزید سود کی رقم وصول کی جائے۔

نتیجہ بایں جارسید کہ تمام تر دولت اور کاروبار پر ان لوگوں نے مکمل طور پر اپنا تسلط جمالیا اور معاشرہ کے تمام طبقے سناروں کے قرض اور سود در سود کے شکنجے میں ایسے پھنس گئے کہ عمر بھر سودی کاروبار سے نکلنا ان لوگوں کے لیے دشوار ہوگیا۔ ایک دن ایسا آیا کہ ان سناروں نے مہاجنوں اور ساہوکاروں کا کلی طور پر روپ دھار لیا۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب دنیا میں صنعتی، تجارتی، سیاسی اور تعلیمی میدانوں میں ترقی شروع ہوچکی تھی۔ اس ترقی کی وجہ سے مزید سرمایہ کی ضرورت

بڑھ گی۔ صورت احوال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مہاجنوں اور ساہو کاروں نے آگے بڑھ کر ساری معیشت پر مکمل طور پر قبضہ کرلیا۔ اب ان مہاجنوں نے اپنی انجمنیں قائم کرلیں اور انفرادی طور پر سودی کاروبار کرنے کے بجائے یہ خطرناک جونکیں اجتماعی اور منظم طور پر عوام کا خون چوسنے لگیں۔ بینکنگ کی اس نئی تنظیم نے پرانے مالی اقتصادی قاعدے اور ضابطے ایسے بگاڑ کر رکھ دیے کہ ہمیشہ کے لیے معاشرہ کی نظروں میں ان کی افادیت کو ختم کر دیا۔ چند غیر مرئی حکومتوں کی پالیسی درآمد و برآمد، اندرونی و بیرونی معاملات، صنعت و تجارت، سیاست و حکومت غرض دنیا کی ہر چیز پر مسلط ہو گئے۔ قانون، پولیس، فوج سودخور کی حفاظت کرنے لگی، یہ تھی بینکاری کی بھیانک تاریخی روداد۔

اغیار نے ملت اسلامیہ کو ہر دور میں معاشی، معاشرتی، غرض ہر قسم کا نقصان پہنچایا۔ ملت اسلامیہ کے معاشی نظام کو ناکام کرنے کے لیے اُنہوں نے کبھی سرمایہ دارانہ نظام مسلط کیا، کبھی اشتراکی نظام کے فوائد بتا کر ملت اسلامیہ کی ہر سطح پر بیخ کنی کی ہے تاکہ مسلمان ہمیشہ کے لیے اقتصادی طور پر غلام بن کر رہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس مسلمانوں نے اپنے پاس الٰہی تعلیمات ہوتے ہوئے بھی اغیار کی تقلید کی اور اس میں اپنی معاشی کامیابی اور نجات سمجھنے لگے۔ از روئے مضمون یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اشتراکی نظام، سرمایہ دارانہ نظام اور اسلامی نظام معیشت کی وضاحت ہو جائے۔

سرمایہ داری نظام :

سرمایہ داری نظام کو دوسرے لفظوں میں تہذیب جدید کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اس نظریہ کے پیش نظر دولت پرستی، دوسروں کی حق تلفی، کمزور کو دبانا، خودغرضی اور ذاتی نفع کے لیے سب کچھ کر گزرنے کا داعیہ ہے۔ سرمایہ دار کے پاس چونکہ وسائل اور ذرائع موجود ہیں لہٰذا اسے حق حاصل ہے کہ جو چاہے کرے۔ کسی فرد کی کیا مجال کہ سرمایہ دار کو اس کی بُری روش سے منع کرے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ دار کو یہ قانونی طور پر حق حاصل ہوتا ہے کہ حکومت قانون اور پولیس اس کی پشت پناہی کرے۔ اس نظام میں سود اور بینکنگ کو پروان چڑھایا جاتا ہے گویا کہ سرمایہ دارانہ نظام میں سود اور بینکنگ ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس نظام میں عوام اور محنت کش طبقہ کو ہر قسم کی خوشی اور آرام سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

اشتراکی نظام :

سرمایہ دارانہ نظام کے بعد اشتراکی نظام نے جنم لیا۔ اوائل میں اشتراکی نظام کے دو مرحلے تھے۔ سوشلزم اور کمیونزم۔ سوشلزم نے سرمایہ دارانہ نظام کی مذمت کرتے ہوئے یہ نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ تمام مسائل اور مشکلات کا حل صرف قومی ملکیت میں مضمر ہے ہر قسم کی ذاتی ملکیت کو ختم کر دیا جائے اور معاشی نظام کو اجتماعی اور قومی ملکیت پر استوار کیا جائے۔ ابتدائی مراحل میں سودی نظام کو ختم کر دیا گیا مگر جلد ہی اس پر نظر ثانی کر کے دوبارہ اس میں سود شامل

کر دیا گیا بلکہ انفرادی ملکیت کی بھی اجازت دے دی گئی۔

اشتراکی نظام کو دوسرے لفظوں میں قوم یا پارٹی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ تمام قسم کی حاکمیت پارٹی کے سپرد کی جائے۔ پارٹی جسے چاہے جتنا چاہے دولت سے نوازے، جسے چاہے جب چاہے بھوک اور افلاس کے حوالے کر دے، سرمایہ دارانہ نظام میں مزدوروں محنت کشوں کو یہ حق حاصل ہے کہ حقوق کی پاسداری کے لیے ہڑتال اور مطالبے کرے، مگر اشتراکی نظام مزدور سے احتجاج اور ہڑتال کے حق بھی چھین لیتی ہے۔ بظاہر تو یہ بات نظر آ رہی تھی کہ اشتراکی نظام کے ذریعے سرمایہ داری نظام کا علاج ہو رہا ہے مگر یہ علاج بیماری سے بھی بدتر ثابت ہوا۔

اشتراکی نظام سے صرف معاشی نظریہ کی ہی حوصلہ افزائی نہیں ہوتی بلکہ بنیادی طور پر اشتراکی نظام دین و مذہب اور اخلاق کی نفی پر مشتمل ہے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال اور نظریہ باطل ہے کہ اشتراکی نظام صرف معاشی نظام کے خدوخال کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس نظام کا مذہب سے کوئی سروکار اور واسطہ نہیں ہے۔ دراصل یہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں ہمیں ان چالاک بازاور اشتراکی نظام کے ایجنڈوں سے بچنا چاہیے۔

اب ہم گلوبلائزیشن کے ذریعے جاری کردہ ان پالیسیوں کا ذکر کریں گے۔ جس کی وجہ سے غریب اور پسماندہ ممالک کا استحصال ہو رہا ہے۔

یونان میں ہزاروں افراد نے بین الاقوامی تجارتی میلے کے خلاف سڑکوں پر احتجاجی مارچ کیا اور گلوبلائزیشن کے تحت اختیار کردہ غیر انسانی پالیسیوں کے ساتھ ساتھ سرمایہ دارانہ نظام اور آزادانہ عالمی تجارت کے خلاف نعرے لگا کر اپنی نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا۔ پولیس نے احتجاج کو روکنے کے لیے لاٹھی چارج کیا، جس کے بعد مظاہرین اور پولیس میں جھڑپیں شروع ہو گئیں اور متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ گزشتہ چند برسوں سے یورپ اور امریکہ میں سرمایہ داری نظام اور گلوبلائزیشن کے خلاف بڑے پیانے پر احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے اور حال ہی میں اٹلی کے ساحلی شہر جنیوا میں ہونے والی جی۔ ایٹ سربراہی کانفرنس کے موقع پر کم و بیش دو لاکھ افراد نے سرمایہ داری نظام اور گلوبلائزیشن کے خلاف تاریخی احتجاج کیا، ان مظاہروں میں پانچ سو افراد گرفتار جبکہ تین سو سے زائد شدید زخمی ہوئے اور ایک شخص محض پولیس کے وحشیانہ تشدد سے ہلاک ہو گیا۔

جنیوا کے بعد اب عالمی سرمایہ داری کے محافظوں نے عوامی غیض و غضب سے بچنے کے لیے ایک بار پھر یونان کے ساحلی شہر کا انتخاب کیا لیکن یونان کے جری عوام نے گلوبلائزیشن کے ذریعے کرہ ارضی پر اپنے پنجے گاڑنے کی سرمایہ دارانہ چال کو پوری طرح سمجھتے ہوئے اس کے خلاف بڑے پیانے پر صدائے احتجاج بلند کر کے ایک بار پھر اس اعلیٰ انسانی نصب العین کے ساتھ وابستگی کا ثبوت پیش کیا ہے کہ اس دنیا کی دولت پر کرہ ارض کو منڈی میں تبدیل کرنے والی

بھیڑوں کا نہیں بلکہ دھرتی پر بسنے والے تمام انسانوں کا حق ہے۔ یونان میں سرمایہ داری اور گلوبلائزیشن کے خلاف ہزاروں افراد کی احتجاجی مظاہروں کی ایک خصوصی اہمیت یہ بھی ہے کہ سرمایہ داری نظام کے پروردہ کاغذی دانشور اپنے تئیں اس غیر انسانی نظام کو انسانیت کی منزل مقصود اور حرف آخر قرار دے کر تاریخ کی موت کا اعلان کر چکے ہیں اور تاریخ کا جشن مرگ بھی منا چکے ہیں لیکن یونان کے لوگوں نے ان عقل کے اندھے لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ارض یونان نے انسانی عقل و دانش اور فکر و فلسفہ کے ارتقاء میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور یہ تاریخ کا اٹل اصول ہے کہ وہ کسی بھی غیر انسانی، استحصالی اور ظالمانہ نظام کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُترنے کے بجائے اسے خود اپنے بے رحم ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتار دیا کرتی ہے۔

ارض یونان کے باشندوں سے زیادہ بہتر طور پر کون اس حقیقت سے آگاہ ہوسکتا ہے کہ وہ یونانی عقل و دانش اور فکر و فلسفہ کی گُل ہو جانے والی شمعیں ہی تھیں جنہیں ابن رشد اور اس جیسے دیگر مسلمان فلسفیوں اور شارحین نے اپنے خون جگر سے از سر نو روشن کیا اور پھر یورپ کے ظلمت کدے اس روشنی سے منور ہوئے۔ اسی طرح انسانی تہذیب و تمدن کے ارتقاء میں یونان قدیم کی تہذیب نے کلیدی کردار ادا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ یونان کے عوام نے عالمی سرمایہ داری نظام اور اس کے سفاکانہ گلوبلائزیشن کے باعث کرہ ارض پر انسانی تہذیب و تمدن کو لاحق سنگین خطرے کو بھانپتے ہوئے اس کے خلاف احتجاج کے ذریعے اپنا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اور تاریخ کی موت کا دعوٰی کرنے والے سرمایہ دارانہ دانشوروں کو یہ پیغام دیا ہے کہ تاریخ تو یونانی دیومالا کے پرندے قفس کی مانند ہے جو آگے کی جانب اپنی ہر پرواز کے بعد نیا جنم لے کر نئی تب و تاب کے ساتھ محو پرواز رہتی ہے اس لیے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ ایک اڑان کے بعد اپنے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سے نکلنے والی چنگاریوں میں جل کر بھسم ہو جائیگی تو اسے یہ خوش فہمی دور کر لینی چاہیے کیونکہ یہ چنگاریاں تو اسے حیات نو اور ولولہ تازہ سے ہمکنار کرتی ہیں۔ آخر میں ہم گلوبلائزیشن کے خلاف احتجاج کرنے والے یونانی عوام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہ اُنھوں نے دنیا بھر میں سرمایہ داری نظام اور گلوبلائزیشن کے ستائے ہوئے مفلوک الحال عوام کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء)

اب ہم اسلامی نظام معیشت پر روشنی ڈالیں گے کہ اسلام کس حد تک سود اور سرمایہ دارانہ نظام کی مذمت کا حامل ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اس کا معاشی نظام سرمایہ داری نظام اور اشتراکی نظام سے یکسر مختلف ہے۔ اسلامی نظام معیشت کی تمام تر شقیں اشتراکی اور سرمایہ دارانہ نظام سے متصادم ہیں۔

اسلامی نظام معیشت فرد اور جماعت کے دونوں باہمی روابط کو قائم و دائم رکھتا ہے۔ اسلام فرد و جماعت کے

مابین اتحاد و یگانگت کی فضا معاشرہ میں استوار کرتا ہے اسلام نے ذاتی ملکیت کی اجازت دی ہے اور دوسری طرف افراد پر ایسی کڑی پابندیاں لاگو کی ہیں کہ کوئی بھی فرد واحد اپنی ذاتی ملکیت کی بناء پر اجتماعی مواد کو قدغن نہ لگا سکے۔ اسلام فرد کے نقصان کو جماعت کے نقصان سے تعبیر کرتا ہے اور جماعت کے نقصان کو فرد کا نقصان قرار دیتا ہے۔ اسلام نے فرد پر جمع شدہ مال کے جماعت کے حقوق و فرائض لاگو کیے ہیں، جن کی ادائیگی صلوٰۃ خمسہ کی طرح فرض کی گئی ہے۔ دنیا کے تمام معاشی نظاموں میں سے اسلام کو یہ طرہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نظام الٰہی نے کسب کے ذرائع میں حلال و حرام کی تمیز قائم کی ہے۔ جائز و ناجائز کی حدیں استوار کی ہیں۔

ارشاد گرامی ہے :

یاایھا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ من تراضٍ منک

اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس میں خوشی سے (النساء)

اس آیت کریمہ میں باطل اور ناجائز طریقہ سے مال حاصل کرنے اور دوسروں کے مال پر ڈاکہ ڈالنے اور راتوں رات امیر بننے سے منع کیا گیا ہے۔ لین دین اور باہمی خرید و فروخت کا دارومدار جانبین کی رضامندی اور تجارت پر موقوف کیا گیا ہے۔ سود لعین، جھوٹ، دغابازی جیسی بُری خصلتوں سے منع کیا گیا ہے۔

والذین یکنزو ن الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللّٰہ فبشرھم بعذاب الیم

جو لوگ گاڑھ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں ان کو خوشخبری سنا دو عذاب دردناک کی۔

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو معاشرہ میں دولت کا پھیلاؤ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کا نظریہ باطل یہ ہوتا ہے کہ وہ آئے دن سونے اور چاندی کے ذخائر جمع کرتے رہیں اور ان پر سانپ بن کر مسلط ہو جائیں اسلام ان لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے افراد کو انفاق فی سبیل اللہ کی طرف رغبت دلاتا ہے اور دولت کو بے جا عیش و عشرت کے استعمال سے روکتا ہے۔

کی لایکون دولۃ بین الا غنیاء منکم (الحشر)

تا کہ نہ آئے لینے دینے میں دولت مندوں کے تم میں سے

یعنی یہ مصارف اس لیے ذکر کیے گئے ہیں کہ ہمیشہ یتیموں، بیکسوں محتاجوں اور تمام مسلمانوں کی خبر گیری ہوتی رہے اور تمام اسلامی ضروریات انجام پاسکیں۔ یہ اموال محض دولت مندوں کے اُلٹ پھیر میں پڑ کر اُن کی محض جاگیریں بن کر نہ رہ جائیں جن سے سرمایہ دار مزے لوٹیں اور غریب فاقوں مریں۔

دوسرے مقام پر ارشاد گرامی ہے

وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وماملکت ایمانکم (النساء)

اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور فقیروں اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام باندیوں کے ساتھ۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں :

یتامیٰ اور نساء اور ورثاء اور زوجین کے حقوق اور اُن کے ساتھ حسن معاملہ کو بیان فرما کر اب یہ ارشاد ہے کہ ہر ایک کا حق درجہ بدرجہ تعلق کے موافق اور حاجتمندی کے مناسب ادا کرو۔ سب سے مقدم اللہ تعالیٰ کا حق ہے پھر والدین کا پھر درجہ بدرجہ سب واسطہ داروں اور حاجتمندوں کا اور ہمسایہ قریب اور غیر قریب سے مراد قرب و بعد نسبی ہے یا قرب و بعد مکانی۔ صورت اولیٰ میں یہ مطلب ہوگا کہ ہمسایہ قرابتی کا حق ہمسایہ اجنبی سے زیادہ ہوگا اور صورت ثانیہ کا مدعا یہ ہوگا کہ پاس کے ہمسایہ کا حق ہمسایہ بعید جو کہ فاصلہ سے رہتا ہے اور پاس بیٹھنے والے رفیقِ سفر اور آقا کے دونوکر اور ایک استاد کے دو شاگرد اور دوست اور شاگرد اور مرید وغیرہ سب داخل ہیں اور مسافر میں مہمان اور غیر مہمان دونوں آگئے اور مال مملوک غلام اور لونڈی کے علاوہ دیگر حیوانات کو بھی شامل ہے۔ آخر میں فرمادیا کہ جس مزاج میں تکبر اور خود پسندی ہوتی ہے کسی کو اپنے برابر نہ سمجھے اپنے مال پر غرور اور عیش میں مشغول ہو وہ اِن حقوق کو ادا نہیں کرتا۔ سو اس سے احتراز رکھو اور جدار ہو۔

درج بالا آیت کی رو سے والدین، قرابت داروں، یتیموں، ہمسایوں کے حقوق کی پاسداری کی طرف واضح انداز میں نشاندہی کی گئی ہے جبکہ ان کے حقوق کی ادائیگی کو فرض قرار دیا گیا ہے اور اس کو نیکی سے تعبیر کیا گیا ہے علاوہ بر آں ہر شخص کے حقوق اپنے اپنے درجہ پر مساوی حیثیت کے حامل قرار دیے گئے ہیں۔ میرے ناقص خیال کے مطابق اگر ہم سماج کے بالا افراد کے حقوق کی بجا آوری احسن طریقہ انجام دیں تو اس سے سماج میں دولت کا ارتکاز ہوگا، شخصی اجارہ داری ختم ہو جائیگی اور اس سے سرمایہ داری کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ سماج میں نیکی، ہمدردی اور حسن سلوک کا رواج عام ہو جائے گا۔

مصارف زکوٰۃ کی تفصیل کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفة قلوبھم وفی

الرقاب والغارمین وفی سبیل اللّٰہ وابن السبیل فریضۃ من اللّٰہ (التوبہ)

زکوۃ جو ہے سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پر جانا منظور ہے اور گردنیں چھڑانیں میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے راستہ میں اور راہ کے مسافر کو ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا۔

آیت کریمہ کی تفسیر کا پس منظر بیان فرماتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں :

چونکہ تقسیم صدقات کے معاملہ میں پیغمبر پر طعن کیا گیا تھا اس لیے متنبہ فرماتے ہیں کہ صدقات کی تقسیم کا طریقہ خدا کا مقرر کیا ہوا ہے۔ اس نے صدقات وغیرہ کے مصارف متعین فرما کر فہرست نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں دیدی ہے آپ اسی کے مطابق تقسیم کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ کسی کی خواہش کے مطابق نہیں ہو سکتے۔ حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ صدقات کی تقسیم اللہ نے نبی یا غیر نبی کی مرضی پر نہیں چھوڑا ہے بلکہ اس کے مصارف بذات خود متعین کیے ہیں جو آٹھ ہیں :

(۱) فقراء : (جن کے پاس کچھ نہ ہو)

(۲) مساکین : (جن کو بقدر حاجت میسر نہ ہو)

(۳) عاملین : جو اسلامی حکومت کی طرف سے تحصیل صدقات کے کاموں پر مامور ہوں۔

(۴) مؤلفۃ القلوب : (جن کے اسلام لانے کی اُمید ہو یا اسلام میں کمزور ہوں وغیرہ ذالک۔ اکثر علماء کے نزدیک حضور ﷺ کی وفات کے بعد یہ مد نہیں رہی۔

(۵) رقاب : یعنی غلاموں کو بدل کتابت ادا کر کے آزادی دلائی جائے یا خرید کر آزاد کیے جائیں یا اسیروں کا فدیہ ادا کر کے رہا کیے جائیں۔

(۶) غارمین : جن پر کوئی حادثہ پڑا اور مقروض ہو گئے یا کسی ضمانت وغیرہ میں دب گئے۔

(۷) سبیل اللہ : جہاد وغیرہ میں جانے والوں کی اعانت کی جائے۔

(۸) ابن السبیل : مسافر جو حالت سفر میں صاحب نصاب نہ ہوں مکان پر دولت رکھتا ہو۔ حنفیہ کے نزدیک یہاں تملیک ہر صورت میں ضروری ہے اور فقر شرط ہے۔

علاوہ بر آں از روئے مضمون آیت کریمہ میں سماج کے غریب ترین اور نہایت ہی پست زندگی گزارنے والے افراد کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان افراد کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے قواعد وضوابط بیان کیے گئے ہیں۔ ان قواعد وضوابط کی

(باقی صفحہ ۵۵)

وفیات

موت العالِم موت العالَم

گزشتہ ماہ ۴ر اپریل کو ہندوستان کی عظیم دینی شخصیت آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر، ملی کونسل اور فقہ اکیڈمی کے بانی حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمی اپنے خالق حقیقی کو لبیک کہہ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت قاضی صاحب کی دینی وملی خدمت اس قدر ہیں کہ ان کے احاطہ کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ آپ کی دینی خدمات کا اثر ہندوستان سے باہر بھی ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کی وفات ملی اور قومی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نقصان کو پورا فرمائے اور حضرت قاضی صاحب کی خدمات عالیہ کو شرف قبولیت سے نواز کر آخرت کے بلند ترین درجات سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

جامعہ کے مفتی اور استاذ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد صاحب کے چھوٹے بھائی اور محترم الحاج صغیر احمد صاحب کے داماد مولانا آفتاب احمد صاحب حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ۲۷ر محرم الحرام کو اچانک وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم تبلیغی جماعت سے وابستہ تھے اور رائیونڈ مرکز میں تدریسی خدمات بھی انجام دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے۔ ڈاکٹر صاحب اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ سب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

☆

جناب عبدالعزیز بٹ صاحب کی اہلیہ محترمہ اور جناب عثمان بٹ اور نعیم بٹ صاحبان کی والدہ صاحبہ گزشتہ ماہ کی ۲۲ر تاریخ کو طویل علالت گزار کر وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بہت سادہ اور نیک دل خاتون تھیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور بٹ صاحبان کو اس صدمہ پر اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔

☆

ڈاکٹر نوید الرحمان صاحب اور شکیل الرحمان صاحب کے والد جناب عطاء الرحمان صاحب ۲ر صفر کو طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت بانی جامعہ سے بہت گہرا قلبی لگاؤ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے۔ اہل ادارہ پسماندگان کے اس دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔

☆

گزشتہ ماہ جامعہ مدنیہ جدید کے خیر خواہ جناب چوہدری غلام سرور صاحب کی اہلیہ محترمہ طویل علالت کے بعد برمنگھم انگلینڈ میں وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چند ماہ پہلے چوہدری صاحب کے والد صاحب کی وفات کے بعد ان کے لیے ایک اور بڑا صدمہ عند اللہ بلندی درجات کا سبب بنے گا انشاء اللہ۔ ادارہ چوہدری صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعاء گو ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆

جناب بھائی تقی صاحب کے بھانجے اور جناب حافظ محمد الیاس صاحب کے صاحبزادے جناب حافظ محمد اسلام صاحب گزشتہ ماہ کراچی میں انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرما کر اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

جملہ مرحومین کے لیے جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کرائی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

بقیہ : ''ربا'' کی حرمت

روشنی میں حکومت وقت اور عوام الناس پر یہ امر ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ معاشرہ کے ان غریب ترین اور لاچار طبقہ کی ضروریات زندگی کا خیال رکھیں اور ایسے لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت، غم خواری اور ہمدردی جیسا سلوک روا رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ پر فریضہ عائد کیا ہے وہ احسن طریقہ سے پورا ہو جائے۔ الغرض اسلامی نظام معیشت ایک مکمل ضابطہ حیات کی طرح مسلمانوں کو ودیعت کر دی گئی ہے اور ایسے سنہری اصول بتائے گئے ہیں جو ابدی دنیا تک رہنمائی کے حامل ہیں۔ اسلام ایک طرف تو دولت جمع کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس دولت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت قرار دے کر اس کے استعمال کرنے میں جائز و ناجائز حلال وحرام کے طریقے بتاتا ہے۔ اسلام ایک طرف تو رہنے سہنے کھانے اور اوڑھنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ اسے بنی نوع انسان کی زینت قرار دیتا ہے تو دوسری طرف اسراف کرنے، فضول خرچی اور دولت کو بے جا خرچ کرنے سے منع کرتا ہے تاکہ سوسائٹی کے دوسرے افراد کی حق تلفی نہ ہو۔ دولت کی افادیت سے امیر وغریب یکساں طور پر فائدہ اُٹھا سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ چند افراد عیش وعشرت کی زندگی گزاریں اور باقی لوگ بھوک اور افلاس کا شکار ہو جائیں۔

باب اول قسط : ۱۰

تحریکِ احمدیت

﴿برطانوی یہودی گٹھ جوڑ﴾

زیرِ نظر مضمون جناب بشیر احمد صاحب کی انگریزی کتاب **Ahmedia Movement British-Jewish Connection** ----- کا اُردو ترجمہ (تحریکِ احمدیت برطانوی یہودی گٹھ جوڑ) جو جناب احمد علی ظفر صاحب نے کیا ہے۔ کتاب کا مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا ہے جو پنجاب انٹیلی جنس کی رپورٹ پر مشتمل ہے۔ ادارہ اس کی محض تاریخی افادیت کے پیشِ نظر اسے قسط وار قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ رپورٹ کے مندرجات اور مصنف کے ذاتی رجحانات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

غداروں کا خاندان :

احمدیہ تحریک کے بانی مرزا غلام احمد کا تعلق پنجاب کے ایک مغل گھرانے سے تھا۔ سکھ حکمرانوں نے ان کے پردادا مرزا گل محمد کو آبائی علاقے قادیان سے نکال دیا تھا۔ جس نے اس وقت پنجاب کے حکمران راجہ رنجیت سنگھ کے ایک مخالف سردار فتح سنگھ کے دربار میں اپنے اہل وعیال سمیت پناہ لے لی۔ فتح سنگھ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگھ نے اس کے علاقے بھی قبضہ میں لے لیے۔ مرزا غلام احمد کے باپ مرزا غلام مرتضیٰ اور ان کے چچا مرزا مرزا غلام محی الدین نے سکھ فوج میں شامل ہو کر سکھوں کے مظالم کے خلاف شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کی تحریک آزادی کو کچلنے میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ مرزا مرتضیٰ نے شمال مغربی ہند میں سید احمد شہیدؒ کے ساتھیوں اور ان کشمیری مسلمانوں کو شہید کیا جو سکھوں کے اقتدار کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ رنجیت سنگھ نے کشمیر پر ۱۸۱۸ء میں اور پشاور پر ۱۸۲۳ء میں قبضہ کیا۔

۱۸۳۴ء میں اس کی ''بیش بہا'' خدمات کے عوض رنجت سنگھ نے قادیان میں اس کے پانچ گاؤں بحال کر دیئے۔ اگلے سال رنجیت سنگھ نے وفات پائی۔ اس کی وفات کے بعد مرکزی قوت کمزور پڑنے لگی اور انگریزوں کا اثر ونفوذ بڑھنے لگا۔ مرزا مرتضیٰ نے انگریزوں کی طرف داری کی۔ وہ سکھ دربار میں انگریزوں کا قابل اعتماد آلہ کار بن گیا۔ جب

سکھوں کو اس بات کا علم ہو گیا تو انہوں نے اسے اور اس کے بھائی مرزا غلام محی الدین کو قتل کرنے کی کوشش کی، مگر یہ اپنے چھوٹے بھائی مرزا غلام حیدر کی مداخلت کے باعث بچ گئے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں خدمات سرانجام دینے والے وفادار گھرانوں کی دستاویز تیار کرتے ہوئے ''روسائے پنجاب'' نامی کتاب میں سر لیپل گریفن غلام مرتضٰی کی خدمات کے بارے میں مندرجہ ذیل خیالات پیش کرتا ہے :

> دربار نونہال سنگھ اور شیر سنگھ کے وقت مرزا غلام مرتضٰی کو سرگرم خدمت پر رکھا گیا۔ ۱۸۴۱ء میں وہ جنرل ونٹورا کے ساتھ منڈی اور کولو بھیجا گیا اور ۱۸۴۳ء میں ایک پیادہ رجمنٹ کے ساتھ پشاور بھیجا گیا۔ اس نے ہزارہ میں بغاوت کے وقت اپنے آپ کو ممتاز کیا اور جب ۱۸۴۸ء کی بغاوت پھوٹ پڑی تو وہ حکومت کا وفادار رہا اور اس کی طرف سے لڑتا رہا۔ اس کے بھائی غلام محی الدین نے بھی اس وقت بیش قیمت خدمات سرانجام دیں۔ دیوان ملراج کی امداد کے لیے جب بھائی دیوان سنگھ اپنے فوجی دستوں کے ساتھ ملتان جا رہا تھا تو مرزا غلام محی الدین نے دوسرے جاگیرداروں لنگر خان ساہیوال اور صاحب خان ٹوانہ کی مدد سے مسلمان آبادی کو ساتھ ملا لیا اور صاحب دیال کی فوج کے ساتھ باغیوں پر حملہ کیا اور انہیں مکمل شکست دیتے ہوئے چناب میں دھکیل دیا جہاں چھ سو سے زائد افراد ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔ [۱]

مارچ ۱۸۴۹ء میں جب انگریزوں نے پنجاب پر قبضہ کیا تو اس گھرانے کی تمام جاگیریں تو بحال نہ کی گئیں مگر سات سو روپے کی پنشن، قادیان اور قریبی دیہاتوں کے مالکانہ حقوق مرزا غلام مرتضٰی اور اس کے بھائی کو دیے گئے۔ [۲]

انگریزوں کے پنجاب کے الحاق کے دو ماہ بعد جون ۱۸۴۹ء میں مرزا غلام مرتضٰی نے پنجاب کے مالیاتی کمشنر جے۔ ایم۔ ولسن کو خط لکھا جس میں پنجاب کے الحاق کے موقع پر اس کے خاندان کی طرف سے کی گئی خدمات کے عوض مدد کی استدعا کی گئی تھی۔ ۱۱ر جون ۱۸۴۹ء کو ولسن نے جواب دیا۔

> میں نے تمہاری درخواست کا بغور جائزہ لیا ہے جس نے مجھے تمہاری اور تمہارے خاندان کی ماضی کی خدمات اور حقوق یاد دلا دیئے ہیں۔ مجھے بخوبی علم ہے کہ برطانوی حکومت کے قیام سے لے کر تم اور تمہارا خاندان یقیناً مخلص، وفادار اور ثابت قدم رعایا رہے ہو اور تمہارے حقوق واقعی قابل

---

۱ Mirza Ghulam Ahmad Qadiani,Kitab-ul-Baryah,Qadian p.143

۲ See Abdul Rahim Dard Qadiani,Life of Ahmad, Lahore 1948, p.13

لحاظ ہیں۔ تمہیں ہر لحاظ سے پر امید اور مطمئن رہنا چاہیے کہ حکومت برطانیہ تمہارے خاندانی حقوق اور خدمات کو کبھی فراموش نہیں کرے گی اور جب بھی کوئی سازگار موقع آیا ان کا خیال کیا جائے گا۔ تم ہمیشہ سرکار انگریزی کا ہوا خواہ اور جاں نثار رہو کیونکہ اسی میں سرکار کی خوشنودی اور تمہاری بہبودی ہے۔ [۳]

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے پنجاب کے وفادار خدمت گاروں کو موقع فراہم کیا کہ وہ اپنے برطانوی آقاؤں کو اپنی خدمات پیش کر سکیں۔ ہماری تاریخ کے اس کڑے دور میں مرزا کے گھرانے کی طرف سے انگریزوں کو پیش کی گئی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے سر لیپل گریفن لکھتا ہے :

۱۸۵۷ء کی بغاوت کے دوران مرزا کے گھرانے نے بہترین خدمات سرانجام دیں۔ مرزا غلام مرتضیٰ نے کئی آدمی بھرتی کیے اور اس کا بیٹا غلام قادر جنرل نکلسن کی فوجوں میں خدمات سرانجام دے رہا تھا۔ جب اس نے چھیالیس مقامی پیادوں کے باغیوں کو تباہ کیا جو سیالکوٹ سے تریموں گھاٹ فرار ہو گئے تھے۔ جنرل نکلسن نے غلام قادر کو ایک سند عطا کی جس میں یہ لکھا تھا کہ ۱۸۵۷ء میں مرزا کے گھرانے سے بڑھ کر ضلع میں کسی اور نے اتنا وفاداری کا ثبوت نہیں دیا'' [۴]

دلی میں حریت پسندوں کی طرف سے جنرل نکلسن کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ عبدالرحیم درد بیان کرتا ہے :

''جنرل نکلسن کے ذہن پر قائم شدہ وفادارانہ اور سرگرم تاثر جو مرزا کے گھرانے نے چھوڑا اور جس کا تذکرہ سر جان لارنس نے اپنی جنگ آزادی کی روداد ''جنرل نکلسن کے بغیر دلی فتح نہیں ہو سکتا تھا'' میں کیا ہے کی حقیقت حال اس نیچے دیئے گئے خط سے معلوم کی جا سکتی ہے جو اس نے اپنی موت سے ایک ماہ قبل اگست ۱۸۵۸ء کو مرزا غلام قادر کو لکھا :

جیسا کہ تم نے اور تمہارے گھرانے نے عظیم ترین اخلاص اور وفاداری سے ۱۸۵۷ء کی بغاوت کو کچلنے میں تریموگھاٹ، میرتھل اور دوسری جگہوں پر حکومت کی امداد کی ہے اور اپنے آپ کو حکومت کا مکمل وفادار ثابت کیا ہے اور اپنی جیب سے پچاس سواروں اور گھوڑوں سے حکومت کی امداد کی ہے لہٰذا تمہاری وفاداری اور بہادری کے اعتراف میں تمہیں یہ پروانہ جاری کیا جاتا ہے جسے تم سنبھال کر رکھنا۔ حکومت اور اس کے اہل کاران ہمیشہ تمہاری خدمات، حقوق اور اخلاص جو تم نے

---

[۳] Mirza Ghulam Ahmad,Kashful Ghata, Ziaul-IslamPressQadian1898,p.5

[۴] See Abdul Rahim Dard Qadiani,Life of Ahmad, Lahore 1948, p.14

حکومت کے بارے میں دکھلایا ہے کا ہمیشہ خیال رکھیں گے۔ باغیوں کو کچلنے کے بعد میں تمہارے گھرانے کی بہبود کی طرف خیال کروں گا۔ میں نے گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر مسٹر نسبت کو لکھا ہے جس میں تمہاری خدمات کی طرف اس کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ ۵

وہ ۱۸۵۷ء کی بدنصیب جنگ کے خاتمے پر برطانوی آقاؤں کی جانب سے دوسو روپے مالیت کی ایک خلعت اور ایک سند سے نوازا گیا۔ گورنر کے دربار میں اسے ایک کرسی بھی عطا کی گئی۔

نیچے رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور کی جانب سے ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء کو لکھے گئے اس توصیفی خط کا متن ہے جو اس نے مرزا غلام مرتضٰی کو لکھا :

رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضٰی رئیس قادیان بعافیت باشند

از انجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولت مدار انگلشیہ در باب نگاہ داشت سواراں و بہم رسانی اسپاں بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بہ دل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار رہوا۔ لہٰذا بدلے اسی خیر خواہی اور خیر سگالی خلعت مبلغ دوسو روپے سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشا چھٹی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ راگست ۱۸۵۷ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔ ۶

سر ظفر اللہ بیان کرتا ہے کہ مرزا غلام مرتضٰی نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں فوج میں شمولیت اختیار کی اور کئی لڑائیوں میں اعزازات حاصل کیے۔ بعد ازاں اس نے اور اس کے بڑے بیٹے مرزا غلام قادر نے انگریزوں کے لیے قابل تعریف خدمات سرانجام دیں جن کو حکام نے باقاعدہ پسند کیا۔ ۷

۱۸۷۶ء میں مرزا غلام مرتضٰی نے وفات پائی۔ ۸ اس کے مرنے کے بعد اس کے بڑے بیٹے مرزا غلام قادر نے کمشنر مالیات پنجاب رابرٹ ایجرٹن کو اپنے والد کی موت کی اطلاع دیتے ہوئے اور برطانوی شہنشاہیت کے لیے اپنے خاندان کی خدمات پیش کرتے ہوئے خط لکھا۔ اس نے اپنی خدمات کی بنا پر کچھ مدد کی درخواست کی۔ مرزا غلام احمد کی

---

۵ See Abdul Rahim Dard Qadiani,Life of Ahmad, Lahore 1948, p.15

۶ Mirza Ghulam Ahmad,Shahadat-ul-Quran,Punjab Press Sialkot,1893 ,p.9

۷ Sir Zafarullah,Essence of Islam, vol.1,London,1979,p.viii

۸ See Qazi Fazal Ahmad's Kalma-e- Rabani,Lahore,1893

کتاب ''کشف الغطاء'' میں ۲۹ / جون ۱۸۷۶ء کو ایجرٹن کی طرف سے غلام قادر کو دیا گیا جواب یوں ہے۔ ۸

سررابرٹ ایجرٹن فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستاں مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ

آپ کا خط دو ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور ایں جانب میں گزرا۔ مرزا غلام مرتضٰی صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔ مرزا غلام مرتضٰی سرکار انگریز کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔ ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح عزت کریں گے۔ جس طرح تمہارے باپ وفادار کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقع کے نکلنے پر تمہارے باپ کی وفاداری کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔

المرقوم ۲۹ / جون ۱۸۷۶ء

سررابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر

فنانشل کمشنر پنجاب

(جاری ہے)

بزرگان دین کی زیر سرپرستی اعلیٰ، عمدہ، فینسی جلد سازی کا عظیم الشان مرکز

حقانیہ بک بائنڈنگ ہاؤس

اعلیٰ، دیدہ زیب، نفیس بائینڈنگ

برصغیر کا عظیم اور قدیم جلد ساز ادارہ

جدید ٹیکنالوجی کا شاہکار

قیمتی وقت کے ضیاع سے بچیں

ہر قسم کی جلد مثلاً لیمینیشن، ڈائی دار، بکس والی خوبصورت جلد کے لئے تشریف لائیں

بازار سے بارعایت اور معیاری جلد سازی

مسودہ دے کر کتاب مکمل کروانے کا بندوبست

زیر سرپرستی: حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ

ہجویری پارک 3/10- ریٹی گن روڈ' لاہور۔

موبائل: 0320-4835144

فون رہائش: 7662588- فون: 7355447

Mirza Ghulam Ahmad, Kashful Ghata, Qadian 1898, p.5 ۹

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

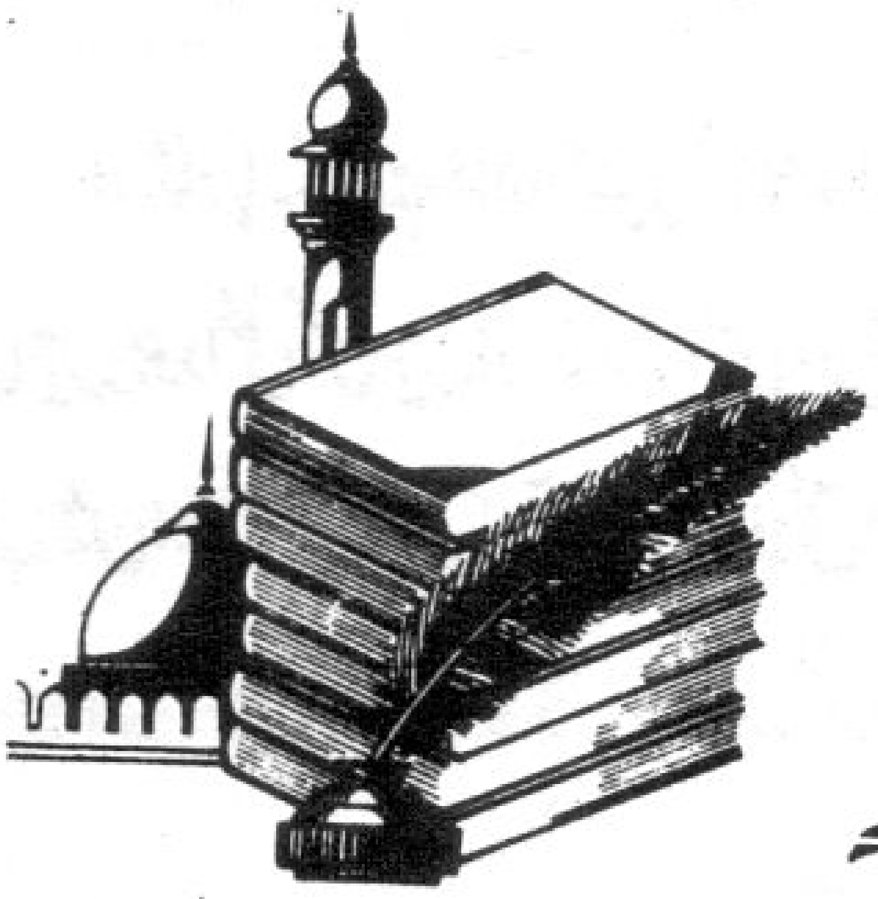

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : دوائے دل

افادات : حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

مرتب : مولانا محمد اسحاق صاحب

صفحات : ۲۳۸

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

قیمت : درج نہیں

پیش نظر کتاب میں مولانا محمد اسحاق صاحب نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ، ملفوظات اور مکتوبات میں پھیلے ہوئے ہزاروں ارشادات میں سے اصلاح قلب سے متعلق قیمتی فرمودات کو دوائے دل کے نام سے جمع کیا ہے۔ کوئی شک نہیں یہ فرمودات اصلاح قلب کے لیے اکسیر ہیں، ان پر عمل کرنے سے امراض قلب دور ہوتے ہیں اور قلب کو شفا ملتی ہے۔

☆

نام کتاب : اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی حیرت انگیز بارش

تالیف : مولانا عتیق الرحمٰن صاحب

صفحات : ۱۲۰

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

قیمت : درج نہیں

ارشاد باری ہے فاذا کروا آلاء اللّٰہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ انسان پر ہر آن اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بارش کی طرح برس رہی ہیں جو داخلی بھی ہیں اور خارجی بھی، دینی بھی ہیں مادی بھی ہیں اور روحانی بھی، ان نعمتوں کو کیسے یاد کیا جائے۔ زیر نظر کتاب میں اسی کا حل پیش کیا گیا ہے۔ لائق مصنف نے اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو جو انسان پر مختلف انداز سے ہو رہی ہیں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے تاکہ انسان ان نعمتوں کا ادراک کر کے اُنھیں یاد رکھے اور اللہ کا شکر گزار رہے۔

☆

نام کتاب : کشف الغطاء عن تبلیغ النساء

تصنیف : مفتی سیف اللہ حقانی مدظلہ

صفحات : ۴۸

ناشر : ابراہیم یوسف باوا رنگونی

قیمت : درج نہیں

مذکورہ رسالہ میں اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ تبلیغ کے لیے عورتوں کا نکلنا جائز ہے یا نہیں۔

☆

نام کتاب : کتابیات طیب

ترتیب : قاری بشیر حسین صاحب

صفحات : ۵۲

ناشر : مکتبہ حامدیہ نواں شہر ایبٹ آباد

قیمت : درج نہیں

پیش نظر رسالہ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کی تصنیفات و تالیفات نیز مختلف کتب و رسائل میں درج آپ کی تحریرات کا تذکرہ اور تعارف پیش کیا گیا ہے۔ شروع میں حضرت حکیم الاسلام کی سند [illegible] مختصر مگر جامع سوانح حیات درج کی گئی ہے۔

☆

نام کتاب : ضروریات دین

ترتیب : محمد رفیق، ایم۔اے

صفحات : ۱۳۶

ناشر : تعلیم الاسلام ہائی اسکول ٹیکسلا

قیمت : درج نہیں

زیر تبصرہ کتاب میں اعتقادیات، عبادات، اخلاقیات اور تصوف واحسان کو مختصر اور آسان انداز میں پیش کیا گیا ہے تاکہ سکول و کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ ان چیزوں کو تھوڑے وقت میں سمجھ کر ان پر عمل کر سکیں، مصنف چونکہ ان اداروں سے متعلق رہے ہیں اس لیے ان کی یہ کاوش یقیناً ان اداروں کے طلبہ کے لیے بار آور ہوگی۔

☆

نام کتاب : نماز حنفی معہ اضافہ ـــــــ احادیث نبویہ و مسائل ضروریہ

تصنیف : حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ اضافہ از شفیق الرحمٰن صاحب

صفحات : ۱۶۰

ناشر : مکتبہ سروریہ مخزن العلوم ۹ ربی ٹاؤن شپ لاہور

قیمت : درج نہیں

نماز حنفی حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ کی مشہور کتاب ہے۔ حافظ شفیق الرحمٰن صاحب نے اس میں نماز سے متعلق متنازع مسائل میں احادیث مبارکہ کا اضافہ کر دیا ہے تاکہ کسی کو یہ شبہہ نہ ہو کہ احناف کے پاس حدیثیں نہیں ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ حافظ صاحب نے کچھ ضروری مسائل کا بھی اضافہ کیا ہے۔

☆

نام کتاب : عقائد علماء دیوبند

مرتب : مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی

صفحات : ۲۰

سائز : پاکٹ سائز

ناشر : الجامعہ الحقانیہ ساہیوال سرگودھا

مذکورہ کتابچہ میں حضرت مفتی عبدالقدوس صاحب زید مجدہم نے علماء اہل سنت حضرات علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم کے عقائد حقہ کو نہایت مختصر اور آسان انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ عقائد اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ کے مصدقہ عقائد ہیں، ان کا حامل شخص دیوبندی کہلاتا ہے اور جو ان عقائد سے متفق نہیں اُنھیں اپنے آپ کو دیوبندی بھی نہیں کہنا چاہیے۔

☆

نام کتاب : صلوٰۃ الرسول

مرتب : منیب الرحمٰن لدھیانوی

صفحات : ۴۸

سائز : پاکٹ سائز

ناشر : تحریک فکر قرآن وحدیث فیصل آباد

قیمت : ۶

مذکورہ کتابچہ میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں نماز کا تذکرہ کیا گیا ہے، خاص کر متنازع مسائل میں زیادہ احادیث ذکر کی گئی ہیں۔ (ن۔ا)

☆

بقیہ : اثر کرے نہ کرے سُن تو لے میری فریاد

ہو۔ حالانکہ ہمارے ہاں امام میت کے سینے کے محاذی کھڑا ہوگا میت خواہ مرد ہو یا عورت یہ مسئلہ مسائل بہشتی زیور صفحہ ۱۹۸ پر لکھا ہے۔

(۱۳) فرماتے ہیں ''اگر کسی آدمی کو نماز جنازہ نہ ملی ہو تو وہ میت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھ لے لیکن ایک ماہ کے اندر اندر، ایک ماہ کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں'' حالانکہ ہمارے ہاں قبر پر صرف اُس میت کا نماز جنازہ پڑھا جائے گا جسے بلا نماز دفن کر دیا گیا ہو۔ جس کا جنازہ پڑھا گیا ہو اُس کی قبر پر جنازہ پڑھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ تعلیم الاسلام حصہ چہارم صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ جنازے کی نماز کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ میت نماز پڑھنے والے کے سامنے موجود ہو۔ اور قبر میں مدفون میت سامنے نہیں ہوتی بلکہ نظروں سے غائب ہوتی ہے۔

قارئین گرامی! ''اہم دینی مسائل'' نامی کیسٹ میں مذکورہ بالا مسائل فقہ حنفی سے متصادم ہیں۔ ایک جاہل آدمی جب اسے سنے گا تو وہ اپنے مسلک کے بارہ میں تذبذب کا شکار ہو جائے گا۔ کیونکہ اُسے بتایا گیا ہوگا کہ یہ کیسٹ حرمین شریفین سے آئی ہے اور اس کے تمام مسائل قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔

حضرات گرامی! خدارا اپنے ایمانوں کو دور حاضر کے فتن سے بچانے کے لیے تقلید کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیجیے۔ بصورت دیگر اتحاد و زندقہ آپ کی راہ تک رہا ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو سلف صالحین کی اتباع پر قائم و دائم رکھے اور اُنہی کے مسلک حقہ پر ہمارا خاتمہ بالخیر کرے۔

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد

رائیونڈ روڈ   زیر تعمیر مسجد حامد کے ہال کی شمالی اور جنوبی گیلری کا لینٹر جو مکمل ہو چکا ہے